بیٹھک

مفتی عبدالباقی صاحب حفظہ اللہ
مہتمم جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات۔ سائیٹ۔ کراچی

فہرست

تعارف 2
بیٹھک نمبر 1 3
حضرت اقدس فیروز میمن صاحب سے ملاقات 3
بیٹھک نمبر 2 6
حکیم طارق چغتائی سے ملاقات: 6
بیٹھک نمبر 3 11
عجیب نورانی ماحول 11
بیٹھک نمبر 4 13
اور میں دیکھتا ہی رہ گیا 13
بیٹھک نمبر 5 17
مولانا طارق جمیل صاحب سے متعلق کچھ بکھری یادیں۔ 17
بیٹھک نمبر 6 22
قرآن سے جادو اور مفتی طارق مسعود 22
بیٹھک نمبر 7 28
ایک دن لاہور میں 28
بیٹھک نمبر 8 32
جدہ ایئرپورٹ پر ایک یادگار ملاقات 32
بیٹھک نمبر 9 36
پھر قسمت چمک اٹھی 36
بیٹھک نمبر 10 41
حج 2019 اور میرا مقدمہ 41
بیٹھک نمبر 11 47
حج 2019 اور چند یادگار مجالس 47

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

تعارف

مفتی عبد الباقی اخونزادہ صاحب نے ۱۹۹۴ میں جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاون۔ کراچی سے درسِ نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ جس کے بعد ۱۹۹۴۔۱۹۹۵ میں اس ہی ادارے سے تخصص فی الفقہ کیا۔ بعد ازاں ۲۰۰۱۔۲۰۰۴ تک جامعہ دار لعلوم کراچی سے تمرینِ افتاء کیا اور وفاقی اردو یونیورسٹی سے تاریخِ اسلام میں ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت مفتی صاحب جامعہ اسلامیہ رضیہ للبنات۔ سائیٹ کراچی میں مہتمم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

اس کے علاوہ مفتی صاحب واٹس ایپ کے گروپس میں شرعی سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔
اور مفتی صاحب کی یوٹیوب کے چینل پر مختلف سوالات کے جوابات اپلوڈ کیئے جاتے ہیں۔

Mufti Online by Mufti Abdul Baqi

http://YouTube.com/c/MuftiOnlineByMuftiAbdulBaqi

مفتی صاحب کے ٹیلی گرام چینل کا لنک

http://T.me/muftionlinebymuftiabdulbaqi

مفتی صاحب کا واٹس ایپ نمبر

+92-333-8129000

بیٹھک نمبر1

حضرت اقدس فیروز میمن صاحب سے ملاقات

گزشتہ کئی روز سے بھائی رضوان علی صاحب کا اصرار تھا کہ حضرت اقدس فیروز میمن صاحب کی خدمت میں حاضری دی جایئے ۔ آج بروز اتوار ظہر کی نماز میں حضرت کی مسجد " مسجد اختر" (جو حضرت اقدس شیخ العرب والعجم حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے) حاضری ہوئی نماز کے بعد حضرت کے صاحبزادے مفتی فرحان فیروز صاحب کو مختصر درس دینا تھالہذا مسجد ہی میں بیٹھے رہے۔

عجیب ایمانی سماں:

مسجد میں داخل ہوتے ہی سفید چاندنیاں اور حضرت کے متعلقین کا سفید لباس اور سر پر مخصوص سفید ٹوپیاں اور چہروں سے ٹپکتا نور اس بات کی گواہی دے رہا تھا کہ اس مے خانے کا ساقی اپنے فن کا بہت ماہر شخص ہے کہ جس نے ہر آنے والے کو محبت خداوندی کا مشروب پلادیاہے کہ اب ہر چہرہ اس نشے میں مخمور نظر آرہاتھا ۔ اپنے سر پر موجود کالی ٹوپی اور اپنے اعمال کی سیاہی کی وجہ سے بندہ بلکل اس عجیب روحانی دنیاسے الگ تھلگ نظر آرہا تھا کہ جیسے موتیوں کے سمندر میں ایک بڑا بھاری کالا پتھر آجائے ۔ بے اختیار آنکھیں نم ہونے لگی اور دل نے یہ دعادی کہ یااللہ ان خانقاہوں کو یونہی آباد رکھ کہ یہاں تو پتھر دل بھی موم کی طرح نرم ہونے لگتے ہیں۔

نماز کے بعد مفتی فرحان فیروز صاحب کا مختصر درس ہوا۔ مفتی صاحب حضرت کے صاحبزادے اور مفتی ہیں اللہ رب العزت نے بات میں تاثیر دی ہے اور سب سے بڑھ کر علم کی جستجو اور طلب میں اپنے اساتذہ کے دامن کو تھامنے کا جذبہ بہت اعلی درجے میں بندہ کو محسوس ہوا کہ دوران درس بار بار اپنے اساتذہ کا باادب تذکرہ اس بات کا شاہد تھا کہ پھل کی مٹھاس درخت کے جڑ کی پختگی کی بنا پر ہے۔

درس کے بعد حضرت اقدس نے معانقہ سے سرفراز فرمایا اور کہروڑ پکا کے کچھ دیگر اکابر علماء سمیت ادارے کے تخصص کی کلاس اور دارالافتا کے مختلف شعبوں کا معائینہ کرتے ہویئے حضرت کے کمرہ خاص میں حاضری ہوئی جہاں ساتھیوں نے دستر خوان بچھا کر مہمانوں کو کھانے کیلیئے بٹھایا ۔ اس دوران رئیس دارالافتا مفتی نعیم صاحب بھی تشریف لے آئے اور ایک ہی دستر خوان پر حضرت اقدس کے قدموں میں حضرات علمائے کرام کے ساتھ بیٹھنا نصیب ہوا ۔

جبل گردد جبلت نہ گردد:

دوران درس مفتی فرحان صاحب نے اصحاب کہف کے ناموں کے حوالے سے کچھ مجربات ارشاد فرمائے لیکن اس سے قبل اس بات کی وضاحت کی کہ استاد محترم مفتی نعیم صاحب نے فرمایا کہ اصل تو مسنون اعمال جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کو معمول بنایا جائے کہ وہی اصل ہے البتہ کبھی کبھار ان مجربات پر عمل کرنے کے برکات کا بھی انکار نہیں۔ دوران کھانا بندہ نے حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بات سے آپ اور مفتی نعیم صاحب کیلئے دل سے دعا نکلی کہ خانقاہی نظام میں اس بات کو کرنا بہت اہم ہے کیونکہ اب لوگوں نے مستندات سے زیادہ مجربات کو ترجیح دینی شروع کی اور مسنونات کا تذکرہ ختم ہوتا جارہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میرے شیخ رحمہ اللہ ان معاملات میں بڑی شدت فرمایا کرتے تھے کہ اصل تو مشکوہ نبوت سے نکلے ہوئے اعمال اور کلمات ہیں اور فرمایا کہ حضرت حکیم صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ بادشاہ کا تحفہ بہتر ہے یا کسی خادم کا، عرض کیا یقینا بادشاہ کا تحفہ بہتر ہے، فرمایا سرور کونین علیہ السلام بادشاہوں کے بادشاہ ہیں انہوں نے جو امت کو دیا وہ چھوڑ کر خادموں کی باتوں کو زیادہ اہمیت دینا درست نہی۔

میرا ذکر مجھ سے بہتر کہ تیری محفل میں ہو:

اسی دوران ایک شخص نے سوشل میڈیا پر پھیلی روایات اور مجربات کا تذکرہ کیا تو بندہ نے عرض کیا کہ کچھ سلسلہ تنبیہات کے نام سے سوشل میڈیا پر جاری ہے جو کہ روایات کے متعلق اس میں گفتگو ہوتی ہے۔ مفتی فرحان فیروز صاحب نے چونک کر بندہ کو دیکھا اور پھر فورا اپنے موبائیل سے تنبیہات کا pdf نکال کر فرمانے لگے یہ آپ کی تحریر ہے۔

بندہ نے عرض کیا جی یہ بندہ کی ناقص کوشش ہے تو فورا حضرت اقدس سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں جو چند واقعات کی تحقیق پیش کی تھی وہ انہی کی تحقیق ہے اور بندہ سے فرمانے لگے کہ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کی تنبیہات سے کافی فائدہ ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ مفتی فرحان فیروز صاحب ایک حدیث کی تحقیق کے گروپ کے ایڈمن بھی ہیں جس میں بندہ بحیثیت طالب علم شریک ہے۔

حضرت اقدس کی آخری گفتگو:

کھانے کے بعد مجھ ناقص کو بھی علماء کی صف میں حضرت کے سامنے کرسی پر بٹھایا گیا اور میری حالت یہ تھی کہ شرم سے نظر نہی اٹھ رہی تھی کہ خدایا میں تو اس مقام کے قابل ہرگز نہی کہ اللہ والوں کی اتنی قربت نصیب ہو بس بے اختیار اپنے اساتذہ کرام کیلئے دل سے دعا نکلی کہ ان کی توجہات کی برکت سے چند الفاظ پڑھ لئے اور آج دنیا علما کی صف میں شمار کر رہی

ہے اللہ تعالیٰ روز قیامت بھی علماء میں حشر فرمادے۔ حضرت اقدس نے جو بہت اہم بات فرمائی وہ یہ کہ اپنے اکابرین کے راستے کو اور ان کے نظریات کو مضبوطی سے پکڑنے میں ہی سعادت دارین ہے اور شدت سے تصویر اور ٹی وی پر آنے پر نکیر فرمائی۔

میرے احساسات:

"یک ساعت صحبت باولیاء" کہ ایک گھڑی اولیاءاللہ کی صحبت انسان کیلیئے بہت سارے انفرادی عمل سے بہتر ہے کے مصداق مجھے لگا کہ واقعی ان القلوب یصدا کہ دلوں کو زنگ لگتا ہے اور اس زنگ کو یہی اہل اللہ اپنی نورانی نگاہوں سے دور کر سکتے ہیں۔

رخصت:

حضرت اقدس رخصت کرنے کیلیئے دروازے تک تشریف لائیے اور اس سے قبل چار قیمتی کتب کا ہدیہ بھی عنایت فرمایا بندہ نے معانقہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ روز آنا مشکل ہے کوئی ایک دن کا حکم فرمادیں تو حاضر ہوجایا کرونگا۔ حضرت نے فرمایا کہ جب آپ کو سہولت ہو آپ تشریف لائیں یہ آپ ہی کی جگہ ہے۔

خلاصہ کلام:

ہر انسان کو رہبر ورہنما کی ضرورت ہے کہ خودرائی تکبر عجب جیسی بیماریاں عوام اور علماء دونوں کو ہلاک کر دیتی ہے اور اس پر مستزاد حب دنیا کا بڑھ جانا اور سبب ہلاکت ہے اور ان تمام بیماریوں کا علاج ان ساقیوں کے پاس ہے جنہوں نے جام عشق پی لیا ہے اور اب ساری دنیا کو وہی عشق کا پیالہ پلانے نکلے ہیں اللہ رب العزت ان کی عمروں میں ان کی صحت میں اولاد میں برکت نصیب فرمایئے اور ہمیں ان نفوس قدسیہ سے کماحقہ استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ عبدالباقی اخونزادہ کراچی

15 اکتوبر 2017

بیٹھک نمبر2

حکیم طارق چغتائی سے ملاقات:

کچھ لوگ آج بھی دنیا میں ایسے ہیں جن کو دیکھ کر یہ یقین آجاتا ہے کہ واقعی اعلی اخلاق اور اعلی صفات کے مجموعہ اگر دیکھنا ہو تو مولانا عزیز الرحمن ولد مولانا مفتی احمد الرحمن ولد مولانا عبد الرحمن کامل پورے رحمہ اللہ (سلسلہ الذہب) کو دیکھ لے اتنی عالی نسبت دنیا جہان کا رجوع لیکن اس شخص کے مزاج میں نرمی اور شفقت اور خاص طور پر بندہ جیسے گستاخ انسان پر تو بس شفقت کی بارش فرمادیتے ہیں ۔

سفر حجاز مقدس کا ہو یا پھر کراچی اتنے پیار سے بلاتے ہیں کہ انکار کی گنجائش نہی رہتی کہ ایک تو اس خانوادے نے ہمیں اس قابل بنایا اور پھر ان بھائیوں کی شفقت کہ بندہ تو شرم سے پانی پانی ہو جاتا ہے چاہے وہ مولانا عزیز الرحمن صاحب ہو یا مولانا طلحہ رحمانی صاحب ہمیشہ حوصلہ افزائی کی اور ہمیشہ بندہ کی بے وقوفیوں کا دفاع کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

آمدم بر سر مطلب:

مولانا عزیز الرحمان صاحب کا فون آیا کہ ہفتے کی شام مغرب کی نماز ہمارے ہاں پڑھنی ہے بندہ اپنے گھر سے بروقت نکلنے کے باوجود کراچی کے بے ہنگم ٹریفک میں پھنس گیا اور تھوڑی تاخیر سے خانقاہ پہنچا۔

11000واٹ کا جھٹکا:

جیسے ہی حضرت کے کمرے میں داخل ہوا سامنے حکیم محمود چغتائی عرف عبقری بیٹھے ہوئے تھے جن کو دیکھتے ہی بندہ کو11000 واٹ کا جھٹکا لگا کہ کبھی توقع بھی نہ تھی ایسی جگہ ملاقات ہو گی۔

کچھ پس منظر:

گزشتہ دو سالوں سے بندہ سوشل میڈیا پر پھیلی ہوئی کمزور اور من گھڑت روایات کا تعاقب کر رہا ہے اور اسی سلسلے میں تنبیہات کا سلسلہ وجود میں آیا۔ جتنی کمزور اور من گھڑت روایات عبقری کی نسبت سے سامنے آئی کسی اور طرف سے بحیثیت مجموعی نہیں آئی اور مختلف اطراف اور جوانب سے عبقری پر تبصرے بھی نامناسب سامنے آتے رہتے تھے جس پر بندہ اپنے متعلقین سے یہ بات کہتا تھا کہ یہ شخص یعنی عبقری کی حکمت کی باتیں ضرور آزماؤں لیکن اس کے وظائف سے دور رہو اور بندہ کو میرے حلقے احباب میں عبقری کا شدید مخالف شمار کیا جاتا رہا ہے۔

ملاقات اور سفر:

نماز مغرب کے بعد معلوم چلا کہ حاجی مسعود پاریکھ صاحب کے ایک نجی مجلس میں جانا ہے تو پیر صاحب حکیم عبقری صاحب اور ان کے ایک ساتھی میاں صاحب میری گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور ہماری گاڑی منزل کی طرف روانہ ہوئی ۔

جذبات پر قابو نہ رکھ سکا:

چونکہ میرے مزاج سے حضرت پیر صاحب واقف ہیں تو جب بندہ نے حکیم صاحب سے بات کرنے کی اجازت مانگی تو فرمایا کہ بس ادب میں رہ کر بات کرو گاڑی میں بندہ نے حکیم صاحب سے عرض کیا کہ آپ کے متعلق دیگر باتوں سے قطع نظر آپ کے رسالے اور پوسٹوں میں انتہائی کمزور روایات ہوتی ہیں جو بہت زیادہ تشویش کا باعث بنتی ہے اور اس سلسلے میں آپ کے ادارے کو دو تین بار فون بھی کیا لیکن کوئی خاطر خواہ جواب نہ مل سکا۔ حکیم صاحب کے بجائے حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ بھائی کام چلتا ہے تو ایسی چیزیں آتی رہتی ہے آپ براہ راست حکیم صاحب کو خط لکھ کر اطلاع دے۔ بندہ خاموش ہوا۔ دوران سفر حج کے موقعے پر حاجیوں کو پیش آنے والے مسائل کے پیش نظر حضرت پیر صاحب کی رائے تھی کہ وہ علماء جو حج کے مسائل سے دلچسپی رکھتے ہوں یا ہر سال جانے والے ہوں ان ساتھیوں کو ہفتہ دس دن میں ایک جگہ کیا جائے اور ان مسائیل کا متفقہ حل نکالا جائے پھر حاجیوں کی مشکلات اور کتب فقہ میں اس کے حوالے سے آسانیوں کا وجود اور اکابرین امت کا اس طرح کے حالات میں معمول امت کو سہولت دینے تھا پر بات چیت چلتی رہی ۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ میں پورے راستے آپ دونوں علمائے کرام کیلئے دعائیں کرتا رہا کہ آپ امت کی سہولت کی فکر کر رہے تھے اور واقعی امت کو حج کے موقع پر جن مشکلات کا سامنا ہے اس کا حل نکلنا چاہئے۔

حاجی صاحب کے گھر پر:

حاجی مسعود پاریکھ صاحب سے پہلی ملاقات تھی لیکن ایسا لگا کہ کافی پرانی جان پہچان ہو کیونکہ حاجی صاحب ہمارے تمام اکابرین اساتذہ اور مشائخ کے ہم سفر رہیں ہیں اور ان ہی اکابرین کی صحبت کو اپنی نجات کا سبب قرار دیتے ہیں اور واقعی کہ انسان کے پاس سب سے قیمتی سرمایہ اہل اللہ کی صحبت ہی ہوتی ہے۔

محفل میں رونق آگئی:

استاذ الاساتذہ مولانا امداد اللہ صاحب ناظم تعلیمات جامعہ بنوری ٹاؤن اور خانوادہ بنوری کے پاسبان حضرت بنوری رحمہ اللہ کے گھرانے کے چشم وچراغ مولانا سلیمان بن مولانا یوسف بنوری رحمہ للہ نائب مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن تشریف لائیے تو

محفل کی رونق بڑھ گئی اور چار چاند لگ گئے (حاجی مسعود پاریکھ صاحب چونکہ سب کے مشترکہ دوست تھے تو وہی ان پھولوں کو ایک گلدستے میں جمع کرنے کی وجہ بنے)۔

ایک عجیب سی محفل:

نماز کے بعد مولانا رضااللہ ولد مولانا امداد اللہ صاحب (جو اگرچہ عمر میں چھوٹے ہیں لیکن اصاغر اور اکابر دونوں کے محبوب وممدوح ہیں) سے کچھ بے تکلفانہ باتیں ہورہی تھی کہ حکیم صاحب تشریف لائیے۔ مفتی سلیم الدین ولد مفتی نظام الدین شامزئی صاحب رحمہ اللہ نے حکیم صاحب سے فرمایا کہ شوگر کے علاج کا کچھ بتائیں اور غالبا یوں کہا کہ رضاءاللہ کو شوگر ہے۔ حکیم صاحب نے فورا پیٹ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اسکو کم کرنا لازم ہے پھر میری طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ پیٹ ایسا ہونا چاہیے۔ میں نے عرض کیا کہ پیٹ تو آپ کا بھی مناسب ہے کہنے لگے میرا پیٹ بھی بڑھ گیا ہے۔ پھر تمام احباب ایک بڑے ہال میں بیٹھ گئے جہاں طب کے موضوع پر کافی لمبی گفتگو حکیم صاحب نے فرمائی اس گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مولانا سلیمان بنوری صاحب کو بھی طب کی اچھی خاصی مہارت حاصل ہے۔

کمرہ اچانک منور ہوا:

حکیم صاحب اپنی باتوں میں مشغول تھے اور تمام محفل ان کی باتوں کو انہاک سے سن رہی تھی کہ اچانک حکیم صاحب چونکے اور ہم سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تو میرے شفیق بھائی مولانا طلحہ رحمانی صاحب اور مولانا عمر انور صاحب کمرے میں داخل ہورہے تھے اور حکیم صاحب نے طلحہ بھائی کو دیکھتے ہی کہا کہ آپ کے بغیر تو میری بات میں جان ہی نہیں ہوتی، اس پر میں نے عرض کہ حضرت والا ہم سب کے پاور اسٹیشن ہیں ان کی برقی رو سے ہمارے کام چلتے ہیں حکیم صاحب نے طلحہ بھائی کو اپنے سامنے بیٹھنے کی درخواست کی۔

قیمتی نسخے جات:

اسی گفتگو میں بندہ نے عرض کیا کہ یہاں مختلف عمر اور مشغلوں والے لوگ ہیں لیکن تین بیماریاں مشترک ہیں

- کمر درد
- گھٹنوں کا درد
- دماغی تھکاوٹ

کوئی جامع دوابتادیں حکیم صاحب نے نسخہ بتایا: ایک کلو کیکر کا گوند لیکر دیسی گھی میں اچھی طرح بھون لیں اور پھر دن میں دو مرتبہ ایک چمچ گرم دودھ میں گھول کر پیئیے۔ ایک صاحب نے قبض کی شکایت کی تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ پپیتا بطور پھل نہیں بطور غذا کھائیں اور اتنا کھائیں کہ بس ہر طرف سے پپیتے کی خوشبو آنے لگے تو قبض ختم۔

خصوصی نشست:

کھانے کے بعد دیگر حضرات رخصت ہوئے تو حکیم صاحب کے ساتھ علماء کرام کی خصوصی نشست ہوئی ۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ ہمارے کام سے الحمد للہ دنیا بھر میں عقیدے اور اعمال کی درستگی کا بہت بڑا کام ہوا ہے اور ہمارا رسالہ تقریباڈھائی لاکھ کی تعداد میں چھپتا ہے اور نہ کوئی اعزازی جاتا ہے اور نہ کوئی مفت جاتا ہے۔

خوشی اور غم دونوں ساتھ ساتھ:

حکیم طارق چغتائی صاحب سے ملاقات سے قبل یہ خاکہ ذہن میں تھا کہ ایک شہرت کا طالب شخص جو اپنا چورن بیچنے کیلئے کچھ بھی کر سکتا ہے ۔ لیکن ملاقات کے موقع پر یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ یہ شخص پکا اکابرین کا معتقد اور ان کی راہ پر چلنے کی اپنی سی کوشش کرنے والا شخص ہے۔ یہ بات خوشی کی تھی کہ اس نے جو کچھ بھی لکھا وہ اپنے اکابرین ہی کی کتابوں سے لکھا اور میرے لیئے غم اور دکھ کی بات یہ تھی کہ اکابر کی کتابوں میں موجود تمام رطب ویابس کو یہ شخص آنکھ بند کر کے لے رہا ہے اور اس بات سے کوئی سروکار نہیں کہ اس روایت کی سندی حیثیت کیا ہے۔

"بس میرے اکابر نے نقل کر دیا میرے لیئے کافی ہے"

میں اپنے اکابرین کا اندھا مقلد ہوں:

ایسے جملے سن کر بار بار یہ عرض کیا گیا کہ حکیم صاحب آپ کے اکابر سے عقیدت کا انکار نہیں لیکن خدارا ہم کسی ایسی چیز کے پھیلانے کا باعث نہ بنے کہ بجائیے خیر کے شر پھیل جائے۔ حکیم صاحب کے کچھ دوستوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ ضرور غلطیوں کی طرف رہنمائی کی جائے تو اصلاح کی کوشش کی جائیگی۔ اس محفل میں مولانا عمر انور صاحب اور مولانا شفیق علوی صاحب بینات والے نے بندہ سے بے وفائی کی جس کا بدلہ وقت آنے پر لیا جائیگا۔

میرے تاثرات:

ایک دوست نے پوچھا حکیم صاحب کو کیسا پایا بندہ نے عرض کیا محفل لوٹنے کا فن سیکھنے کی کوشش کی حکیم صاحب سے اور اپنی حکمت کے لائین کے بھی مضبوط آدمی ہیں اور سب سے بڑھ کر اکابرین کا پکا مرید جس کیلئے اکابرین کی لکھی تحریر سب کچھ ہے۔

لیکن یہ آخری صفت کا آدھا حصہ مجھ جیسے سر پھرے شخص کی نظر میں خود ایک عیب ہے کہ اکابر کے مجربات ان کے اقوال میں جو آپ چاہیں بیان کریں چھاپے ہمیں کوئی سروکار نہیں لیکن جہاں بات کی نسبت آپ علیہ السلام کی طرف ہو جایئے تو وہ بات چاہے کسی بھی کتاب میں ہو اس کا صحیح اور قابل بیان ہونا ضروری ہے ورنہ ہر شخص جو اس کام میں شامل ہو گا وہ عند اللہ مجرم شمار ہو گا۔

خلاصہ کلام:

حکیم طارق چغتائی صاحب اخلاقی طور پر شاندار آدمی ہیں لیکن بقول ہمارے بابا مجنون خان کے کہ جب انسان کی طرف رجوع شروع ہوتا ہے تو شیطان اسکو کچھ نہ کچھ دھوکہ ضرور دیتا ہے اور اس سے مجھ سمیت کوئی خالی نہیں عبقری کی ذات یا ان کی حکمت اور وظائف سے پہلے بھی ہمیں کوئی خاص دلچسپی یا اختلاف نہیں تھا البتہ روایات کے باب میں ان پر شدید اشکال پہلے بھی تھا اور اس ملاقات میں اس باب میں کچھ خاص فائدہ مجھے محسوس نہی ہوا کہ حکیم صاحب ثبوت کیلئے روایت کا کسی بھی اکابر کی کتاب میں ہونے کو کافی سمجھتے ہیں جبکہ ہماری رائے کسی بھی روایت کو چھاپنے اور بیان کرنے سے قبل کسی مستند شخص سے تصدیق کروانا ضروری ہے اور ہم اس محفل سے اپنی اپنی رائے کے ساتھ ہی اٹھے ہیں کہ مجھے تو قائل ہونا نہی تھا اور ان کو قائل کرنا مجھے آیا نہیں۔

لہذا ان کے وہ وظائف جو کسی روایت کی بنیاد پر وہ نقل کرینگے بغیر تصدیق اس پر عمل نہ کیا جایئے اور مجربات اور حکمت کی باتوں میں ہر شخص آزاد ہے البتہ یہ خوشی ضروری ہوئی کہ بعض رسالوں میں جو ان کو شیعہ یا بریلویوں کا خاص ایجنٹ کہا گیا وہ باتیں درست نہیں اور کوئی انسان خطا اور غلطی سے محفوظ نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ عبدالباقی اخونزادہ کراچی

15 اکتوبر 2017

Mufti Abdulbaqi Akhunzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 3

عجیب نورانی ماحول

رائے ونڈ اجتماع نومبر 2017 کے پہلے حصے کے موقعے پر بندہ بھی حاضر تھا۔ بھائی کاشف صاحب دبئی والوں کا فون آیا کہ مفتی صاحب میں حافظ فیروز صاحب مدظلہ العالیہ کی حویلی میں ہوں، آپ یہاں آجائیں۔

حافظ فیروز صاحب مدظلہ العالی:

جب بندہ پر سخت ترین حالات تھے اور ہر طرف سے اپنوں اور غیروں کے ستم جاری تھے ایسے حالات میں جس ہستی نے سایہ فگن بن کر بندہ کو اپنے آغوش میں پناہ دی وہ محسن عظیم میرے شیخ، میرے مرشد، میرے سردار حضرت اعلی حافظ فیروز صاحب تھے جنھوں نے میری ہر غلطی کو نظر انداز فرمایا اور ہر معاملے میں اتنے پیار سے سمجھایا کہ باوجود بے حد بے وقوفی کے بات سمجھ میں آجاتی تھی۔ کئی سال تک حضرت کی ذکر کی مجلس میں قلب مردہ کو زندہ کرنے کی ناکام کوششیں بھی جاری رکھیں لیکن ہائے افسوس اپنی کوتاہی کی وجہ سے ایسے گوہر نایاب سے مستفید ہونے کا عظیم موقعہ بھی گنوادیا کہ اب کثرت مشاغل حاضری کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔۔(اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر، صحت اور اولاد میں برکت نصیب فرمائے)۔

عجیب منظر:

عمارت کے دروازے سے داخل ہوتے ہی عجیب منظر سامنے تھا کہ کرسی پر بھائی نعیم بٹ صاحب بیٹھے ہوئے تھے (نعیم بٹ صاحب کو پاکستان میں فنکار برادری میں کام کرنے کے حوالے سے خشت اول کی حیثیت حاصل ہے اور اب تو حضرت کو کافی مقبولیت حاصل ہے)۔ بھائی سعید انور (سابقہ ٹیسٹ کرکٹر) انگلینڈ کے کچھ مہمانوں سے ترغیبی بات چیت کررہے تھے۔ مفتی نجیب صاحب دارالعلوم کراچی والے کچھ حضرات سے اسلامی تجارت کے موضوع پر گفتگو کررہے تھے۔

واٹسپ کی برکات:

بھائی کاشف صاحب کے ساتھ کمرے کی طرف چلتے ہوئے ایک روشن چہرے والا نوجوان ملا جس کے چہرے کی رونق عالم ہونے کی گواہی دے رہی تھی۔ انہوں نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ مفتی عبد الباقی ہیں؟ مجھے حیرت ہوئی کہ مجھ جیسے گمنام کو یہ کیسے جانتے ہیں تو فرمایا کہ میں جامعہ بنوری ٹاؤن کا فاضل ہوں اور آپ کے بڑے بھائی مفتی عبدالہادی صاحب کے ساتھ سال لگا ہے اور جامعہ کے فضلاء گروپ میں آپ کے کچھ مضامین پڑھنے کا موقعہ ملا، یہ تھے مولانا قاری مفتاح اللہ صاحب کے بھتیجے مولانا عرفان صاحب جو اب لاہور میں ہوتے ہیں۔ تھوڑا سا آگے بڑھے تو بھائی مشتاق احمد صاحب

(سابقہ ٹیسٹ لیگ سپنر) اور بھائی انضمام الحق صاحب (سابقہ ٹیسٹ کرکٹر) سے ملاقات ہوئی۔ جب بھائی کاشف نے بھائی مشتاق سے میرا تعارف کروایا تو بھائی مشتاق صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مفتی صاحب ہم تو آپ سے بہت سیکھتے ہیں۔ (بھائی مشتاق احمد صاحب گذشتہ دو سال سے مفتی آن لائین گروپ میں موجود ہیں)۔

کچھ گستاخیاں:

بھائی کاشف نے بھائی نعیم بٹ صاحب سے میرا تعارف کروایا کہ یہ مفتی صاحب ہیں اور ہمارے کراچی میں ہوتے ہیں تو نعیم بٹ صاحب نے کہا کہ بھائی سمارٹ مفتی ہیں ماشاء اللہ۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پچھتر سال کی عمر میں سمارٹ اور ہینڈ سم ہیں تو ہمیں چالیس میں تو ہونا ہی چاہیے۔ تو بہت زور سے ہنسے اور فرمایا صحیح ہے مفتی صاحب لگے رہو (اگرچہ نعیم صاحب پچھتر سال کی عمر کے نہیں ہیں، بس ہم نے پہلی ملاقات میں ہی گستاخی کر ڈالی اور انہوں نے بہت پیار سے ہماری گستاخی کو برداشت فرمایا۔

خلاصہ کلام:

اللہ رب العزت نے اس دور میں بھی اس تبلیغ کے کام کو رشد و ہدایت کا وہ ذریعہ بنایا ہے کہ اسکی برکت سے ہر شعبے اور ہر طبقہ زندگی میں دین کی احیاء ہو رہی ہے اور ہر فرد کو اپنی اور تمام عالم کے انسانوں کی جنت میں جانے اور جہنم سے بچنے کی فکر پیدا ہو رہی ہے اور بلا استثناء ہر شخص اس فکر میں اپنی استعداد سے زیادہ قربانی اور فکر کر رہا ہے اور اس عالی محنت کے اثرات پورے عالم پر مرتب ہو رہے ہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں اور ہماری نسلوں کو پورے عالم میں دین کے زندہ کرنے کیلیئے قبول فرمایئے۔ (آمین)

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

بمقام: قصور

۱۰ نومبر ۲۰۱۷

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن
Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 4

اور میں دیکھتا ہی رہ گیا

گذشتہ سال مئی 2016 کو بھائی دانش ریگل والوں کا فون آیا تھا کہ مفتی صاحب ایک شخص ہے جو ہمارے رشتہ داروں کو غلط چیزیں سکھاتا رہتا ہے، اس کے بارے میں کچھ باتیں سمجھادیں تا کہ ان کو قائل کیا جاسکے۔ میں نے پوچھا کہ بھائی کیا کہتا ہے؟ کہنے لگا کہ وہ قرآن فہمی کی دعوت دیتا ہے، دانش کہنے لگا مفتی صاحب اس شخص کی باتیں بڑی عجیب ہیں۔ میں نے کہا: مثلا؟ کہنے لگا کہ اس شخص نے حج کے موقع پر اپنی بیوی اور متعلقہ خواتین کو مردوں کی طرح گنجا کروایا تھا۔ (اس بات کے گواہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے امام وخطیب مولانا طاہر صاحب ہیں) یہ بات سن کر تو واقعی افسوس ہوا کہ کوئی شخص اتنی بڑی غلطی کیسے کر سکتا ہے، خیر بھائی دانش نے رات کو ایک ویب I.I.P.C سائیٹ کی لنک بھیجی کوئی قرآن کا معنی اتنا مسخ کر سکتا ہے۔ ویب سائیٹ پر جا کر معلوم ہوا کہ اس شخص کا نام محمد شیخ ہے اور اس کو سننے کیلئے کچھ لوگ جمع ہوتے ہیں۔ البتہ انداز کچھ جانا پہچانا سالگا، کچھ دیر بعد یاد آیا کہ یہ تو بابر چوہدری الرحمن الرحیم ڈاٹ کام (COM.)والوں کا طرز ہے جو مشہور منکر حدیث ہے (بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اس شخص کا شاگرد رہا ہے) مختلف کلپ سرسری طور پر دیکھنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ شخص انتہائی غلط ترجمہ کر رہا ہے اور بھونڈے انداز میں اپنی دلیل پکڑ رہا ہے، بھائی دانش کا اصرار بڑھتا گیا کہ مفتی صاحب! اس سے ایک ملاقات تو لازم ہے، میں اس وقت جامعہ بنوری ٹاؤن کے پاس "مکتبة النور" پر کچھ کتابوں کی خریداری کر رہا تھا، میں نے بھائی دانش کو وہیں پر بلایا اور کچھ اردو اور انگریزی ترجمے خرید کر (خالد بن ولید روڈ، نزد نورانی کباب ہاؤس) اس کی جگہ پہنچ گئے۔

IIPC

پہلی بار اس نام کو سنا تھا اور قرآنی تعلیمات کے حوالے سے سنا تو خیال یہی تھا کہ کچھ روشن خیالی تو ہو گی، اور قرآن کا نام لیوا ادارہ ہونے کی نسبت سے وہاں کے عملے اور کارکنان میں دین اور سنت کی جھلک نظر آئے گی۔ لیکن دروازے سے داخل ہوتے ہی یہ ساری خوش فہمی ہوا ہو گئی کہ جنہوں نے استقبال کیا وہ سر سے پیر تک مغربی لباس اور مغربی صورت والے تھے، اور جس ہال میں لے جایا گیا وہ ہال بھی درسگاہ کے بجائے ایک اسٹیج کی طرح بنی ہوئی جگہ تھی جس میں ہر طرف کیمرے لگے ہوئے تھے، گویا ایک اسٹوڈیو کا منظر پیش ہو رہا تھا، دور دور تک قرآنی تعلیمات اور قرآن کی روشنی کی کوئی جھلک نظر نہ

آئی اور نہ ہی وہاں موجود کوئی شخص صبغۃ اللہ یعنی اللہ کے رنگ میں رنگا ہوا نظر آیا اور نہ ہی چہروں پر اہل قرآن والوں کی چمک نظر آئی۔

محمد شیخ:

چونکہ ویبسائیٹ پر فقط ایک ہی ویڈیو دیکھی تھی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو دس بارہ سال پرانی تھی، اور جو محمد شیخ سامنے آیا وہ یکسر مختلف تھا وزن کافی بڑھا ہوا، عمر تقریباً ساٹھ سال کے قریب، ڈھیلے ڈھالے مغربی لباس میں ملبوس، ہلکی خشخشی داڑھی، لمبا قد، گورا چہرہ، لیکن قرآن فہمی کا دعوٰی کرنے والے شخص کی کوئی صفت نظر نہ آئی۔

کاش کہ صداقت بھی ہو زمانے میں

ویڈیو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تو ابتداء ہی سے بنائی گئی ہے، جبکہ ہم سے کافی دیر بعد اجازت لی گئی کہ اور کہا گیا کہ چونکہ ہمارے ریکارڈ کیلیئے ہم یہ بناتے ہیں لہذا اگر آپ اجازت دیں تو۔ تو میں نے ان کے انتظامی معاملات کی بنیاد پر اجازت دینا مناسب سمجھا۔

کچھ ساتھی اب ویڈیو دیکھ کر کافی غصہ کر رہے ہیں اور بہت ساری باتوں پر اعتراض کر رہے ہیں کہ آپ کو ایسا کرنا چاہیئے تھا اور ویسا کرنا چاہیئے تھا، اس سلسلے میں پہلی درخواست تو یہ ہے کہ میں اس شخص سے مناظرہ کرنے کی نیت سے گیا ہی نہیں تھا بلکہ میں تو اس شخص کا موقف جاننے کی کوشش میں تین گھنٹے تک اس کو برداشت کرتا رہا، البتہ چونکہ وہ اس طرح کے ماحول بنانے میں ماہر شخص تھا تو اس نے ایک مناظرانہ ماحول بنایا جبکہ مجھے جاننے والے لوگ جانتے ہیں کہ مجھے مناظرے کے فن سے دور تک کا تعلق نہیں، میں دلیل کی بنیاد پر بات چیت کرنے کا عادی ہوں اور دلیل دے کر قائل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور دلیل سے قائل بھی ہو جاتا ہوں، اور اسی نیت سے میں محمد شیخ کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

22000 واٹ کا جھٹکا:

مجھے 22000 واٹ کا جھٹکا اس وقت لگا جب وہاں پہنچ کر تعارف کے بعد بات کی ابتداء کرنے کیلیئے موضوع درکار تھا اور فقط ایک ادھوری ویڈیو کلپ دیکھ کر جو غلط ترجمہ میرے سامنے آیا تھا وہ اس آیت کا تھا:

{فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم}

کہ یہ لوگ ایمان والے ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ آپ کو حاکم نہ بنائیں یعنی آپ کو حکمران نہ بنائیں..

جبکہ درست ترجمہ یہ ہے کہ جب تک آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ بنائیں۔

جب اس بات پر گرفت کی گئی تو محمد شیخ بری طرح پریشان ہوا کہ **حکم یحکم تحکیما** باب تفعیل کا صیغہ ہے اور اس کا معنی کسی کو درمیان میں فیصل بنانا ہے نہ کہ حاکم اور حکمران بنانا۔ لیکن چونکہ اس شخص کا مقصد محض مناظرے کا بازار گرم کرنا تھا تو اس نے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے تورات اور ان مختلف موضوعات پر بات چیت شروع کی جن پر اس کی اپنی گرفت اچھی تھی۔ اور مجھے چونکہ ابتداء ہی میں شدید جھٹکا اس وقت لگا جب اس شخص نے تمام مفسرین، محدثین، فقہائے کرام اور اہل لغت کی باتوں کو مسترد کرتے ہوئے اس بات کا دعوٰی کیا کہ کسی بھی انسان کی تفسیر کو لینا یہ تحریف شمار ہوگا چاہے وہ شخص محمد علیہ السلام کی کیوں نہ ہو۔

اس شخص کی نظر میں تورات انجیل نامی کسی کتاب کو اللہ تعالٰی نے نازل نہیں فرمایا، بلکہ شروع سے لے کر آج تک صرف ایک کتاب نازل ہوئی ہے اور وہ قرآن مجید ہے جس کا نزول ابھی بھی جاری ہے اور تورات اور انجیل نامی کتابوں کا عقیدہ بلکہ قرآن کے علاوہ دنیا میں کسی بھی کتاب کا عقیدہ رکھنا گمراہی اور مولویوں کی چال ہے۔

اس شخص کی نظر میں صحابیِ رسول صرف ایک ہی ہیں اور وہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہیں، بقیہ تمام صحابہ علماء کے عقلی تخیلات ہیں، اور ایسا کوئی بھی نہیں، لہذا یہ کہتا ہے کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا جنت جانا یقینی نہیں، البتہ میرا یعنی محمد شیخ کا جنت میں جانا یقینی ہے۔ **نعوذ باللہ من ذلک**

اس شخص کی نظر میں آج تک قرآن مجید کا صحیح ترجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے درست نہیں کیا اور نہ ہی کسی کو قرآن کے ترجمے کا حق حاصل ہے البتہ میں یعنی محمد شیخ نے براہ راست اللہ تعالٰی سے قرآن سیکھا ہے، لہذا مجھے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں بلکہ میرا ترجمہ اور میرا مطلب اللہ کی جانب سے ہی ہے۔

اس لیئے یہ شخص قرآن مجید میں "امی" کا معنی حضور علیہ السلام لینا غلط سمجھتا ہے، بلکہ امی کی تشریح یوں کرتا ہے کہ "ام" چونکہ عربی میں ماں کو کہتے ہیں اور یاء نسبت والی ہے، لہذا اب معنی ہے "ماں والا نبی" اور ماں والے نبی عیسی علیہ السلام ہیں، لہذا "امی" سے مراد عیسی علیہ السلام ہی ہونگے۔

مناظرہ اور مکالمے میں فرق:

جیسے پہلے عرض کر چکا ہوں کہ نہ میں مناظرے کا مزاج رکھتا ہوں نہ ہی اسکا کوئی تجربہ، بلکہ مکالمے کا مزاج ہے. مکالمے میں سامنے والے کو بار بار اس بات کا موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی بات کو کسی دلیل سے ثابت کرے، لہذا اس کی گرفت نہیں کی جاتی اور اس کو غلطی کی طرف متوجہ کیا جاتا ہے، اور یہی میرا مقصد تھا کہ اس شخص کو اپنی غلطی کا احساس ہو جایئے، اسی لیئے بار بار **"اچھا آگے چلیں"** کہہ کر.....

اور جو بات درست ہوتی اس کو بلا جھجک قبول بھی کیا گیا...

جبکہ مناظرے میں یہ ہوتا ہے کہ سامنے والے کو خاموش کرنا اور اس پر اتمام حجت کرنا اور اس کی غلطی کو پکڑ کر بار بار اسی کا تکرار کرنا چونکہ نہ میرا مزاج مناظرے کا ہے نہ مجھے اس فن کے ابجد کا علم ہے، لہذا اس ملاقات کو مکالمہ اور مباحثہ تو کہا جاسکتا ہے لیکن اس کو مناظرہ کہنا درست نہیں۔

خلاصہ کلام

اس شخص محمد شیخ سے ملاقات ایک اتفاقیہ ملاقات تھی جس میں نہ نظریہ کا علم تھا اور نہ اسکی ذہنیت کا، اس لحاظ سے اس بات چیت سے فقط اس کا نقطہ نظر اخذ کیا جاسکتا تھا اور وہی اخذ کیا کہ اس سے بحث مباحثہ محض وقت کا ضیاع ہے، اس لیئے مئی 2016 کے بعد نہ کبھی اس کا تذکرہ کیا اور نہ دوبارہ اس طرف جانے کا دل چاہا، لیکن اب چونکہ انہوں نے خیانت کرتے ہوئے ایک مکمل محفل کے چند ٹکڑے یہ کہہ کر پھیلانے شروع کئے کہ فتح شکست ہوئی اور حق باطل کا فیصلہ ہوا ہے تو یہ چند کلمات لکھ دیئے تاکہ اس واقعے کا مکمل پس منظر واضح ہو۔

لیکن اس جگہ سے نکلتے وقت جو افسوس تھا وہ یہ تھا اس کے سینٹر میں لفاظی تو خوب ملی اور بحث مباحثے کے شوقین دماغوں کو تو جمع کیا لیکن عمل کی لائین سے ایک شخص بھی ایسا نہیں ملا جس کو دیکھ کر دل خوش ہو، صحابہ کرام پر تنقید والے تو اس سینٹر میں ملے لیکن صحابہ کرام کی تقلید والے نہیں مل سکے۔ اس بات کی ترغیب اس کے سینٹر پر عام ہے کہ مجھ سے اس موضوع پر بات چیت اور مجھ سے اس بات پر مناظرہ کرلو، لیکن عملی زندگی کی نہ ترغیب ہے اور نہ اس کی کہیں پر جھلک نظر آتی ہے۔ اور جو حضرات اب اس شخص کے سوالات کے جوابات دے رہے ہیں اگر ان کا مقصد اپنے لوگوں کے ذہنوں کو صاف رکھنا ہے تو وہ ضرور کوشش جاری رکھیں، اور اگر مقصد اس شخص کو منانا ہے تو اس فکر کو جانے دیں کیونکہ قرآن مجید اس کی نظر میں تو حضور اکرم علیہ السلام کو بھی سمجھ نہیں آیا تھا۔ **نعوذ باللہ من ذلک**

فقط

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبد الباقی اخونزادہ

دوران سفر... بمقام: دبئی

۱۶ نومبر ۲۰۱۷

بیٹھک نمبر 5

مولانا طارق جمیل صاحب سے متعلق کچھ بکھری یادیں۔

مولانا طارق جمیل صاحب کو اللہ رب العزت نے جس مقبولیت اور شہرت سے نوازا ہے اس کا صرف تصوّر ہی کیا جاسکتا ہے، مشرق ہو یا مغرب، یورپ ہو یا افریقہ، غریب ہو یا امیر، ہر شخص مولانا کا عاشق اور دیوانہ اور مولانا کی ایک جھلک دیکھنے کو بیتاب نظر آتا ہے۔اس شہرت اور کامیابی کے پیچھے مولانا کی قربانیوں کی وہ داستان ہے کہ جس پر اللہ تعالی نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا ہے۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات:

یہ غالبا 1998 کی بات ہے کہ مولانا اپنی جماعت (زمینداروں کی جماعت) کے ساتھ کراچی تشکیل پر تشریف لائے تھے اور بندہ اس زمانے میں فضائیل اعمال کی تخریج کا کام کررہا تھا۔ مولانا نے ڈاکٹر امجد صاحب کو ایک روایت سنائی کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

من احب كريمتيه فلا يكتبنّ بعد العصر

جو شخص اپنی آنکھوں کی بھلائی چاہے تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے۔ بندہ اگلی جمعرات کو "اللآلی المصنوعة" لے کر خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت یہ حدیث نہیں، بلکہ امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔ مولانا کافی دیر تک سوچتے رہے کہ میں نے تو حدیث کے عنوان سے یہ روایت پڑھی۔

مولانا سے گپ شپ:

غالبا 2003 یا 2004 کی بات ہے کہ مدرسہ ابن عباس کے اساتذہ کے وفد کے ساتھ مدرسہ حسنین فیصل آباد جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں مولانا کی شخصیت کا شاندار رُخ سامنے آیا کہ مولانا سادگی کا پیکر اور تکبر سے کوسوں دور ہیں، اور وہ زمانہ مولانا پر مشکلات کا بھی تھا، انہوں نے مدرسہ حسنین میں دوران بیان ایک شعر بڑے درد سے پڑھا:

کسی سرنگوں سی ٹہنی پہ رکھیں گے چار تنکے
اونچی شاخ ہوگی نہ گرے گا آشیانہ

یہ مولانا کی زبان سے یاد ہوا شعر ہے۔

علم کی طلب:

ان ہی دنوں مفتی تقی عثمانی صاحب نے دارالعلوم کراچی میں ایک ماہ کا جدید مسائل کورس کروایا تھا جس میں بہت سے دارالافتاء کے مفتیان کرام نے شرکت کی تھی اور بندہ بھی اس میں پہلے دن سے آخری دن تک شریک رہا، جب مولانا کو اس کا علم ہوا تو کافی دیر اس موضوع پر بندہ سے سنتے رہے اور وقتا فوقتا سوالات سے مولانا کی جدید مسائیل میں دلچسپی بھی ظاہر ہوتی رہی اور مولانا کا وسعت مطالعہ بھی سامنے آتا رہا۔

مولانا کی صلح جو طبیعت:

ا. رائی ونڈ مرکز میں بہت سارے تنازعات اور مسائل کا سامنا حضرت مولانا کو کرنا پڑا لیکن مولانا کام سے جڑے رہے، بڑوں سے جڑے رہے اور ایک وقت ایسا آیا کہ مولانا متنازع شخصیات کیلئے سایہ ابر بنے، کہ جنھوں نے مولانا کیلئے بہت برا چاہا ان پر جب برا وقت آیا تو مولانا نے ان پر احسانات کی بارش کردی کہ علماء کے سامنے ہاتھ جوڑ کر ان کی حفاظت کو یقینی بنایا۔

۲. عالمی شوری کی تکمیل کے تنازعے میں مولانا سعد صاحب کے قدموں میں اپنی پگڑی تک رکھ دی کہ مولانا سعد صاحب شوری کی تکمیل پر راضی ہوجائیں۔

مولانا اور تنازعات

دارالعلوم کراچی سے فون:

بندہ چونکہ چار سال دارالعلوم کراچی میں دارالافتاء میں بطور متمرّن مفتی محمود اشرف صاحب کی زیر نگرانی کام کرچکا تھا اسلئے ایک دن بھائی وقار (خادم دارالافتاء، دارالعلوم کراچی) کا فون آیا کہ آپ کو دارالافتاء میں طلب کیا گیا ہے، وہاں پہنچ کر پتہ چلا کہ مولانا طارق جمیل صاحب کے کچھ بیانات جو انہوں نے مودودی صاحب اور دیگر موضوعات پر کئے تھے اس سے متعلق دارالافتاء میں کافی سارے استفتاء آچکے تھے اور دارالعلوم کراچی کے دارالافتاء کے حضرات چاہتے تھے کہ مولانا ان بیانات کی وضاحت اور قابل رجوع کلام سے رجوع کرلیں، چونکہ بندہ کا تعلق تبلیغی جماعت سے ہے تو یہ میری ذمہ داری لگائی گئی۔ بندہ نے اس کے بعد جو کوشش کی وہ تو یاد نہیں، البتہ لاہور میں علماء نے مولانا سے ملاقات کی اور اس ملاقات کے بعد مولانا کو علماء سے اور علماء کو مولانا سے کافی شکوے پیدا ہوئے اور میرے علم کے مطابق یہ پہلا موقع تھا کہ جب مولانا کی شخصیت

علمائے کرام کے ہاں متنازعہ بنی شروع ہوئی. کہ اس سے پہلے تو روایات نقل کرنے میں عدم احتیاط کا شکوہ تھا(اور اب بھی ہے) لیکن پہلی بار مولانا نے ایسی باتیں کہیں جو کہ دارالافتاء والوں اور اکابر علمائے کرام کیلئے بے چینی کا باعث بننے والی باتیں تھیں۔ اور پھر مولانا تنازعات کا شکار ہوتے چلے گئے۔ مولانا طارق جمیل صاحب کو اللہ تعالی نے جس قدر شہرت نصیب فرمائی اس کے بعد ان کا ہر عمل دلیل بنتا چلا گیا لہذا ان کے چاہنے والے اور ان سے اختلاف کرنے والے دونوں کی تعداد بے شمار ہونے لگی اور جہاں ان کے ہر عمل پر اعتراض ہونے لگے وہیں ان کے اعمال کی تاویلیں بھی پیش کی گئیں۔

مثلاً:

۱. ان کے ساتھ چلنے والی زمینداروں کی جماعت کو متنازعہ بنایا گیا۔
۲. مولانا کے انداز بیان کو ذات کی طرف دعوت قرار دیا گیا۔
۳. مولانا کی علمی باتوں پر گرفت کی جانے شروع ہوئی۔

نوٹ:

اس متعلق واقعہ یاد آیا کہ ایک بار کھانے کے دسترخوان پر بندہ نے ان سے عرض کیا کہ خلافت فی الارض کے بیانات کی بنیاد آپ کو قرار دیا جاتا ہے تو مولانا نے فرمایا کہ بھائی مجھے موقعہ تو دے دیں کہ میں نے کیا کہا تھا اور کیا کہنا چاہتا ہوں۔

اس کے علاوہ:

۱. عمران خان اور ان کی اہلیہ کے ساتھ ایک ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھانا، اس پر جو لے دے ہوئی وہ ناقابل فراموش ہے۔
۲. مولانا کا باقاعدہ طلبہ میں بیان کرتے ہوئے مولا علی کی وہ تشریح کرنا جو جمہور علمائے کرام کی تشریحات کے خلاف تھا۔
۳. ساؤتھ افریقہ میں ایسا بیان کہ جس میں شیعت کو بنیان بنانے کی ترغیب دینا جس پر مولانا یوسف متالا صاحب کا ناراضگی بھرا پیغام بہت سخت تھا۔

۴. ایسی تقریب میں شرکت جس میں نسل کشی کی ترغیب اور لائیحہ عمل بنایا جارہا تھا۔

یہ تمام وہ امور تھے جن کی وجہ سے مولانا پر بے شمار اپنے چاہنے والوں کے اعتراضات موجود ہیں۔

۵. مولانا طارق جمیل صاحب نے باقاعدہ ویڈیو بناکر عمران خان اور ان کی اہلیہ کی خوب تعریف کی کہ ریاست مدینہ اور پردے کا اہتمام اس سے قبل کبھی پاکستان کے حکمرانوں میں نظر نہیں آیا۔ وغیرہ

اس پر اپنے بیگانے سب ہی غصے سے لال پیلے نظر آئے۔

مولانا اور موضوع روایات:

بندہ چونکہ حدیث کا ادنی طالب علم ہے اور چند لوگ بندے کو اس نسبت سے جانتے ہیں اسلئیے مولانا کے بیانات سوال کی غرض سے میرے پاس بکثرت بھیجے جاتے ہیں جن میں مولانا کی بیان کردہ روایات کی صحت معلوم کی جاتی ہے اور بارہا ایسا ہوا کہ روایات میں موضوع اور من گھڑت روایات بیان کی گئی ہوں یا ایسی تشریح کی گئی ہو جو جمہور امت کی رائیے کے برخلاف ہو، جس پر جواب دینا بھی ضروری ہوتا ہے اور ساتھ میں مولانا کے مقام کا بھی خیال رہتا ہے۔

بعض جوابات پر شدید اشکال:

بعض اوقات ہمارے جوابات پر ہمارے اپنے ساتھیوں کا شدید ردّعمل سامنے آتا تھا کہ آپ ان کا نام لے کر یا ان کی بیان کردہ روایات کو یوں کھلے عام غلط نہ کہا کریں، لیکن بندہ عرض کرتا کہ ہم تو سائیل کے سوال کے بعد جواب کے پابند ہوجاتے ہیں اور شخصیت چاہے کوئی بھی ہو لیکن روایات (کی صحت کی جانچ) کیلیئے سند ہی اصل بنیاد ہوتی ہے۔

حج 2018 کا ایک عجیب واقعہ:

اس سال سن ۲۰۱۸ میں حج کے موقعے پر مسجد نبوی میں جب بندہ ایک مشہور و معروف شخصیت مولانا یونس پالنپوری صاحب سے ملاقات کیلئیے حاضر ہوا اور تعارف کیلیئے نام عرض کیا تو وہ مولانا صاحب سخت ناراضگی کا اظہار کرنے لگے۔

اس کی وجہ یہ بنی کہ بندہ نے ان کی بیان کردہ روایات کی صحت کے متعلق ان کے صاحبزادے سے عرض کیا کہ مولانا سے کہہ دیں کہ ایسی روایت بیان کیا کریں جس کا دفاع ممکن ہو۔

مولانا طارق جمیل صاحب سے ملاقات کی خواہش:

ہمارے ایک بین الاقوامی شہرت یافتہ دوست سے میں نے درخواست کی کہ مولانا سے کچھ وقت لے کر ملاقات کی ترتیب بنائی جایئے تاکہ کچھ روایات کے متعلق عرض معروض کیا جاسکے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مشغولیت کی وجہ سے ممکن نہیں اور یہ بھی کہا کہ مجھے مولانا طارق جمیل صاحب سے بھی اسی جواب کی توقع ہے جو یونس پالن پوری صاحب کے ہاں سے ملا ہے۔اس سے پہلے بندے نے مولانا بلال کلام صاحب سے بھی یہی درخواست کئی بار کی تھی۔ ہمارے ایک دوست بھائی ظفر (جو بھائی سہیل صاحب کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں انہوں) نے بھی کچھ سبیل نکالنے کی کوشش کا کہا لیکن بار آوری نہ ہوسکی۔ بہرحال بتانے کا مقصد یہ تھا کہ مولانا کی انتہائی مشغولیت کی بناء پر ان سے تفصیلی ملاقات کی اب تک ترتیب نہ بن سکی۔

☆ البتہ مولانا کا اپنی بات سے رجوع کرنا اور حق بات کو تسلیم کرلینا ان کے قریبی لوگوں کے درمیان کافی مشہور ہے۔

خلاصہ کلام:

مولانا کی اپنی ذات ایک عظیم خصوصیات والی شخصیت ہے جن کو اللہ تعالی نے بڑی صفات سے نوازا ہے، لیکن بہرحال انسان ہیں اور انسان اپنی زندگی میں ہر طرح کے حالات سے گذرتا ہے اور تجربات بھی ہوتے رہتے ہیں، لہذا کسی ایک قول یا عمل کی وجہ سے پوری زندگی کی خدمات پر انگلی اٹھانا یا کسی کو مطعون قرار دینا کسی طرح بھی انصاف نہیں ہے اور کسی شخص کو ان کی ذاتی رایئے سے محروم کرنا بھی ممکن نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تصویر کا جو رُخ ان کے سامنے ہے وہ ہماری نگاہ سے اوجھل ہو لیکن مولانا کیلئے بھی یہ لازمی عمل ہے کہ ان کی زبان سے نکلا ہر لفظ ان کے چاہنے والوں کیلئے ایک دلیل کا درجہ رکھتا ہے اور اس میں انتہائی احتیاط کی جائے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۲۹ دسمبر ۲۰۱۸ کراچی

Mufti Abdulbaqi Akhwunzada
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 6

قرآن سے جادو اور مفتی طارق مسعود

گذشتہ دنوں مفتی طارق مسعود صاحب کے حوالے سے پوسٹ وضاحت اور شازلی گروپ کو جواب کے بعد بہت سارے علماء کی طرف سے اصرار کیا گیا کہ قرآن سے جادو کے متعلق مفتی صاحب کی بات کی تائید یا تردید باحوالہ مع دلائل ضروری ہے، کیونکہ ایک بہت بڑا مجمع اس کلپ کے بعد شش و پنج میں مبتلا ہے، کیونکہ اب تک قرآن مجید سے جادو کا علاج ہی سنتے چلے آرہے تھے.

اب طارق مسعود صاحب نے قرآن سے جادو ہونے کی بات کرکے سب کو چونکا دیا.

شہداد پور کے ایک عالم کا جلالی انداز:

شہداد پور کی ایک مشہور درسگاہ کے ایک مدرس نے فون کرکے فرمایا کہ وضاحت کے ساتھ ہی آپ کو طارق مسعود صاحب کی غلطی کو اجاگر کرنا چاہیئے تھا، جس پر بندہ نے عرض کیا کہ وہ موقعہ جھوٹی بات کی تردید کا تھا، البتہ اس موضوع پر ہم مفتی طارق مسعود صاحب سے رابطے میں ہیں.

مفتی طارق مسعود صاحب کا رابطہ:

کچھ دن قبل مفتی صاحب کی مسجد کی کمیٹی کے ایک ساتھی نے رابطہ کیا اور اس فتوے کے متعلق بات کی جس پر بندہ نے یہی عرض کیا کہ مفتی صاحب کی کچھ باتیں ہماری بھی سمجھ سے بالاتر ہیں اور مفتی صاحب نے کئی محاذوں پر ایک ساتھ لوگوں کو چھیڑ دیا ہے۔

عشاء سے پہلے ایک تعزیت سے واپسی پر مفتی صاحب کا فون آیا کہ آپ کا شکریہ کہ آپ نے بروقت اس جعلی چیز کی تردید کردی، اس پر بندے نے عرض کیا کہ یہ تو میری ذمہ داری بنتی تھی۔لیکن بندہ نے قرآن سے جادو والی بات کے متعلق حوالے کا مطالبہ کیا جس پر مفتی صاحب نے ایک آدھ دن میں حوالہ دینے کا وعدہ فرمایا۔

مفتی طارق مسعود صاحب کا دیا گیا حوالہ:

یاد دہانی کے بعد مفتی صاحب کی طرف سے ایک کلپ اور اَحکام القرآن کا ایک صفحہ بھیجا گیا:

وثانيها: ما لم يكن فيه وجه كفر ولكن فيه أضرار بالمسلمين وسعيا في الأرض بالفساد.
(أحكام القرآن، ج:1، صفحہ:50)

ظفر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ جادو کی دوسری قسم وہ ہے کہ اس کو کفر تو نہیں کہا جاسکتا، لیکن اس میں مسلمانوں کو ضرر دینا پایا جارہا ہو اور فساد پھیل رہا ہو تو ایسے جادوگر کو کافر تو نہیں کہا جائے گا، البتہ فساد پھیلانے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ آگے عثمانی صاحب لکھتے ہیں کہ اگر اس جادوگر نے یہ جادو کچھ کلمات پڑھ کر کیا ہو یا مسمریزم کے ذریعے یا کسی اور حیلے سے کیا ہو تو اس جادوگر کو ضرر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔ آگے لکھتے ہیں:

بل ولو بأدعية أو أذكار أو بآيات من القرآن، فإذا ثبت إضراره بالمسلمين قُتل

یعنی کہ اگرچہ وہ جادو دعاؤں کے ذریعے یا اذکار کے ذریعے یا قرآنی آیات کے ذریعے ہی کیوں نہ کیا گیا ہو لیکن اگر وہ کسی کے نقصان کا سبب ہو تو اس جادوگر کو قتل کیا جائے گا۔(مفتی صاحب کا حوالہ مکمل ہوا)

قرآن سے جادو کا علاج:

جادو کے شرعی علاج میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا علاج قرآن پڑھ کر کیا جائے۔

ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دیہات کے پاس سے گذرے تو دیہات کے شیخ (یعنی ان کے امیر) کو کسی چیز نے ڈس لیا تو انہوں نے ہر طرح کا علاج کر کے دیکھ لیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا تو انہوں نے صحابہ کرام میں سے کسی کو کہا کہ کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟ تو صحابہ نے کہا: جی ہاں۔تو ان میں سے ایک نے اس پر سورت فاتحہ پڑھی تو وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔گویا کہ ابھی اسے کھولا گیا ہو۔اور اللہ تعالی نے اسے سانپ کے ڈسنے کے شر سے عافیت دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اس دم کے کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ شرک نہ ہو"۔

اسکے علاوہ آیات اور دعائیں جو کہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں، انکو پڑھ کر مریض پر دم کرنا چاہیئے، مثلا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جب آپ نے کسی مریض کو دم کیا:

اللهم رب الناس اذهب الباس واشف انت الشافي لا شفاء الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما"

اسے تین یا اس سے زیادہ بار پڑھے۔

اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعا کے ساتھ دم کیا تھا:

بسم الله أرقيك، من كل شيء يؤذيك، ومن شر كل نفس أو عين حاسد الله يشفيك، بسم الله أرقيك.

☆ اس علاج کا کوئی بھی شخص منکر نہیں اور اس علاج پر اتفاق موجود ہے۔

قرآن کریم سے جادو ہونا:

یہ ایک ایسا دعوی ہے جس کی کوئی واضح دلیل کہیں سے میسر ہی نہیں، جس قدر ذرائع کتب، ویبسائٹ وغیرہ ہیں ان سب کو چھان کر دیکھا گیا لیکن اس بات کی دلیل میں کوئی قول یا کوئی حوالہ مل نہ سکا، بلکہ جس قدر محققین علمائے کرام سے رابطہ کرکے اس متعلق حوالہ اور رائے مانگی گئی تو سب ہی علمائے کرام نے طارق مسعود صاحب کی بات کو سیاق سے ہٹ کر قرار دیا ہے.

مفتی طارق مسعود کے حوالے سے قرآن سے جادو کرنے کی بات پر استدلال:

أحکام القرآن کی اس عبارت سے حلفیہ یہ کہنا کہ قرآن سے جادو ہوتا ہے، یہ استدلال علمی طور پر انتہائی غلط ہے، کیونکہ مصنف أحکام القرآن نے خود شامی کے حوالے سے لکھا ہے:

فإذا ثبت إضراره بسحره ولو بغير مكفر قتل

کہ اگر جادوگر کا ضرر پہنچانا ثابت ہوجائے چاہے کسی بھی ذریعے سے ہو تو پھر اس کو قتل کیا جائے گا۔

لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ قرآن سے علاج کرنے والے ہر شخص پر ضرر کے ثبوت کے بغیر جادو کرنے کا الزام لگایا جائے اور یہ کہ وہ فراڈی ہے۔

اس سے واضح حوالہ:

حضرت تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ قرآن مجید کو عملیات کیلئے استعمال کرنا، اگرچہ وہ اغراض ناجائز ہی ہوں، مثلا: سورہ یس پڑھ کر چور کا نام نکالنا، یا ناجائز موقعے پر محبت کرنا، یا میاں بیوی میں تفریق کرنا وغیرہ۔ پس اگر ایسے

ناجائز کاموں کیلئے قرآن مجید کو بطور عملیات کے استعمال کیا جائے تو ناجائز کام کے قصد واہتمام کا گناہ تو ہوگا بلکہ یہاں گناہ زیادہ سخت ہوجائے گا کیونکہ اس نے کلام الٰہی کو ناپاک غرض کا آلہ بنایا۔

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

بعض لوگ قرآن مجید کو ناجائز اغراض میں بطور عملیات کے استعمال کرتے ہیں اور غضب یہ کہتے ہیں کہ صاحب ہم کوئی غلط کام تو نہیں کرتے، قرآن کی آیات ہی تو ہیں.

ان تمام حوالہ جات کا خلاصہ:

تھانوی صاحب کا کلام أحکام القرآن میں نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مقاصد سیئہ کیلئے قرآن مجید جیسی مقدس کتاب بھی استعمال کرے تب بھی وہ مجرم ہے اور حکومت وقت اس کو اس جرم کی سزا دے گی.

ان حوالوں سے قرآن سے جادو ہونا اور ضرر جانے بغیر ہر عامل کے قرآن پر شک کرنا کہیں سے ثابت نہیں.

مفتی جنید صاحب کی رقیہ کے احوال:

طارق مسعود صاحب نے مولوی جنید صاحب رقیہ والے (یہ صاحب مفتی نہیں ہیں) کے بارے میں حلفیہ کہا کہ یہ رقیہ کے ذریعے جادو کرتے ہیں۔

بندہ نے انڈیا کے معتبر علمائے کرام سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا:

- **مفتی سعید أحمد مجادری (مصنف کتاب: موضوع أحادیث سے بچیئے) فرماتے ہیں:**

(رقیہ کی سی ڈی) ہمارے یہاں بعض معتبر محتاط علماء نے کئی پریشان لوگوں پر اسکو آزمایا، اور مفید پایا.. لہذا مفتی طارق مسعود کی بات تجربہ کے خلاف ہے.

- **مولانا روح الأمین شیخ صاحب لکھتے ہیں:**

جادو کا جو عرف عام میں مفہوم ہے اس لحاظ سے قرآن کے تعلق سے یہ کہنا درست نہیں کہ اس سے جادو ہوتا ہے۔

- **شیخ سالم جگن پوری لکھتے ہیں** کہ بعض لوگ طلاسم قرآنی کے نام سے استعمال کرتے ہیں لیکن یہاں کلام قراءت قرآن کا ہے، اور قرآن مجید علاج کیلئے پڑھا جاتا ہے، جادو کرنے کیلئے نہیں.

- **شیخ طلحہ منیار صاحب:**

شیخ طلحہ منیار صاحب (تلمیذ شیخ ابوالفتاح ابوغدہ) لکھتے ہیں کہ: میرے ذہن میں چند باتیں آرہی ہیں، میں یہاں پر اسکو ذکر کردیتا ہوں، شاید انکے ذریعے سے وہ غلط فہمی دور ہوجائے جو مفتی طارق مسعود صاحب کو اس ریکارڈنگ کے بارے میں ہوئی ہے:

۱. مولوی جنید صاحب کی ریکارڈنگ سے فائدہ ہوتے ہوئے دیکھ کر، شریروں نے یہ پروپیگنڈہ پھیلانا شروع کیا کہ اس سے تو جادو کیا جاتا ہے، جس کو مفتی طارق صاحب بلا تحقیق صحیح سمجھ بیٹھے۔

۲. ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ بعض جادو سخت ترین قسم کے ہوں، جن کا اثر ریکارڈنگ سننے سے بھی زائل نہ ہوتا ہو، بلکہ کچھ حالات اس طرح کے اس وقت واقع ہوں، تو بعض یہ سمجھ بیٹھے کہ ریکارڈنگ سننے سے یہ ہورہا ہے، حالانکہ وہ اصل جادو کا اثر ہو. بعض مرتبہ علاج سے مرض بڑھتا ہے، پھر تھمتا ہے، جیسا کہ "صدق اللہ وکذب بطن اخیک" کے واقعہ میں ہوا۔ایسی حالت میں گھبرا کر علاج چھوڑنا نہیں چاہیئے۔

بہرحال یہ بات کہنا بہت خطرناک ہے کہ (قرآن سے جادو کیا جاتا ہے) یہ اس طرح مطلقا صحیح نہیں ہے، البتہ قرآن کریم کی بےادبی کرکے جادو کرنا جیسے: پیروں سے اسکو روندنا، یا ناپاک روشنائی سے لکھنا، یا جادو منتر کے کلمات ملا کر لکھنا وغیرہ امور کے ذریعہ جادو کرنا قرآن سے جادو کرنے کے معنی میں ہرگز نہیں ہے۔

شاید مولانا ظفر عثمانی صاحب نے کچھ ایسی بات لکھی ہو، جو مفتی طارق صاحب کو یاد نہیں رہی ہوگی۔

مفتی طارق مسعود صاحب کی وضاحت والی آڈیو پر رد عمل:

شیخ طلحہ منیار صاحب لکھتے ہیں:

اس ویڈیو میں جادو کا الگ مطلب بیان کر رہے ہیں، یعنی کسی کے دماغ پر حاوی ہونا، اس کی سوچ کو ایک خاص رخ کی طرف موڑنا، دھوکے سے مریض کے دماغ میں موہوم خیالات بٹھانا، اور بیماری نہ ہونے کے باوجود اسے عامل کے چکر میں پھنسانا۔ یہ وہ جادو نہیں جو ناجائز وناپاک طریقوں اور شیاطین کی مدد سے کیا جاتا ہے۔

اگرچہ مذکور فراڈی عامل کا یہ طریقہ بھی ناجائز ہے کیونکہ مسلمان کو دھوکہ دینا حرام ہے۔ مگر رقیہ کی کیسٹ اس غرض سے نہیں بنائی گئی، اور یہ وہم جو مفتی صاحب کو لگ رہا ہے وہ تو سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کرنے میں بھی آسکتا ہے، کہ اصل علاج کے بجائے مجھ پر قرآن سے جادو کیا جارہا ہے۔

اور یوں کہنا کہ: رقیہ میں صرف سورہ فاتحہ سے دم کروانا چاہیئے، مزید اور کچھ نہیں، یہ تخصیص بھی سمجھ میں نہیں آئی۔ مجھے لگتا ہے کہ مفتی صاحب کو مولوی جنید والے رقیہ سے کوئی خصوصی الرجی ہے، لہذا اصل بات کی خود ان سے تحقیق کرنی پڑے گی. کیونکہ رقیہ کی آیات سنانے کا عمل تو عرب حضرات کے بعض عاملین کے یہاں بھی ہے، مولوی جنید اس میں تنہا نہیں ہیں اور یہ مسمریزم والی بات اور علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب کا جو حوالہ مفتی طارق صاحب نے اس سے پہلے دیا تھا، دونوں میں کوئی جوڑ نہیں ہے.

روح الامین شیخ صاحب لکھتے ہیں:

یہی بات کہی جا چکی ہے کہ عوام میں جادو کا جو مطلب معروف ہے اس لحاظ سے قرآن کی طرف جادو کی نسبت درست نہیں، اب انکی وضاحت سے بھی یہی سمجھ میں آرہا ہے، پھر بھی ان کی وضاحت محل نظر ہے، کیونکہ جس طرح کی تاثیر کی وہ بات کررہے ہیں، یعنی مسمریزم، اس میں دراصل قوت خیالیہ کا دخل ہوتا ہے، کلمات جو بھی ہوں، انکا دخل تو نہ ہونے کے درجہ میں ہوتا ہے. یہ بات حضرت تھانوی کے ملفوظات میں ہے۔ اس لئے اس لحاظ سے بھی یہ کہنا کہ قرآن کے ذریعہ بھی جادو ہوتا ہے، قرآن کے شافی ہونے کے منافی ہے.

خلاصہ کلام

مفتی طارق مسعود صاحب کے بارے میں بندہ نے یہ بات ضرور کہی تھی کہ اللہ تعالی چھوٹی عمر میں کافی کام لے رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی ان کے انداز بیان سے سخت اختلاف بھی ہے کہ ایک بات کی کئی مرتبہ تاویلیں کرنے کے بجائے ایک ہی بار میں صحیح اور مستند بات کہی جائے اور اپنے الفاظ کی قدر و قیمت کو پہچانا جائے، کیونکہ اب مفتی طارق مسعود صاحب کی باتوں اور بیانات کی قدر و قیمت علمائے کرام کے مجمع میں کم ہوتی جارہی ہے.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۳ اپریل ۲۰۱۹

بیٹھک نمبر 7

ایک دن لاہور میں

گذشتہ کئی سالوں سے اندرون ملک کا سفر تو نہ ہونے کے برابر ہی رہا ہے اور اگر کہیں جانا بھی ہوا تو اس قدر جلدبازی والا سفر ہوتا ہے کہ اس علاقے میں رہنے والے علمائے کرام اور دوستوں سے ملاقاتیں ناممکن ہی رہیں۔

سوشل میڈیا تعلق کا نیا ذریعہ:

اب سوشل میڈیا کی نسبت سے تعلق کا ایک وسیع دائرہ پھیل چکا ہے، ہزاروں ایسے دوست اور محبت کرنے والے ہیں جن سے سالوں کا تعلق لیکن ملاقات ایک بھی نہیں۔بے تکلفی اس قدر کہ دل کی باتیں بلا تکلف ایک دوسرے سے کہی جاسکتی ہیں، ایک دوسرے کو بے تکلفی والا نام دیا جاتا ہے لیکن سامنے آنے پر وہی ساتھی پہچان نہیں پاتا کہ یہ کون شخص ہے۔

(نوٹ: ساتھیوں نے بندہ کا نام باباگوگل رکھا ہے، کچھ ساتھی مفتی بابا کہتے ہیں)۔

لاہور کے چند نگینے:

1997 میں دوران سال لاہور کی گرمی اور حبس دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ گرمی کے دنوں میں لاہور سے دور رہنے میں ہی عافیت ہے، لہذا نومبر تا مارچ ہی لاہور کا رخ کیا جاسکتا ہے۔

امسال رائیونڈ جوڑ کے موقعے پر تھوڑا سا وقت نکال کر جمعے کی نماز مفتی محمد حسن صاحب کی اقتداء میں ادا کی اور وہیں پر مولانا احسن خدامی صاحب سے ملاقات طے ہوئی تھی، کہ مولانا احسن خدامی صاحب مفتی محمد حسن صاحب کے مدرسے ہی میں مدرس ہیں تو سوچا کہ حضرت سے ملاقات بھی ہوجائے گی، لیکن جمعے کی نماز کے بعد لوگوں کا ہجوم اور حضرت مفتی صاحب کی طبیعت کی ناسازی کو دیکھ کر یہ فیصلہ ہوا کہ زیارت پر ہی اکتفاء کیا جائے، لہذا مولانا احسن خدامی صاحب کے ساتھ اگلی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔

مولانا احسن خدامی صاحب:

علمائے دیوبند میں کچھ ایسی ہستیاں پیدا ہوئی ہیں کہ تمام دیوبندیوں کو بلا مبالغہ ان کے وجود پر اور دیوبندیت پر فخر رہا ہوگا اور ان کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے شرف اور سرمایہ افتخار سمجھتا ہوگا، ان ہی شخصیات میں سے مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ بھی تھے کہ ان کے تعارف کیلئے ان کا نام ہی کافی ہے. 1997 میں گوجرانوالہ نصر العلوم میں حضرت کی خدمت میں حاضری کی سعادت ملی تھی اور دورانِ تخصص حضرت کی کتب نے بہت سے فتاوی کے حل میں مدد دی۔ احسن خدامی صاحب ان ہی کے پوتے ہیں اور ان کے نام نامی سے چھپنے والے رسالے مجلہ الصفدر کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ مختلف علمی واٹسپ گروپوں میں تعارف اور مختلف علمی امور پر گفتگو سے بھاری بھرکم شخصیت لگنے والے یہ مولوی صاحب کافی چھوٹی عمر کے نکلے۔ (یہ الگ بات ہے کہ بندہ اپنی ڈھیٹ طبیعت کی وجہ سے واقعی اکابرین کے ساتھ بھی خوش طبعی کی آڑ میں گستاخی کر بیٹھتا ہے جس کو تمام اکابرین بندہ کی جہالت اور بےوقوفی پر محمول کرکے درگذر کرتے رہتے ہیں) چوبرجی سے نکل کر ایک قبرستان پر سے گزر ہوا جہاں بعض اکابرین کی قبریں لب سڑک ہی ہیں، جیسے: حضرت مولانا موسی خان بازی رحمہ اللہ، مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ وغیرہ۔

چاچاجی کے دربار میں:

مولانا عبداللہ اسلم صاحب (عرف چاچا لاہوری) گذشتہ دو سالوں میں ان سے جس قدر علمی نوک جھونک رہی ہے شاید ہی کسی سے رہی ہوگی، اس کی وجہ اس شخص کا واقعی علمی شخصیت ہونا اور بندہ کا واقعی انتہائی ڈھیٹ ہونا، کہ وہ اپنے ٹھوس علم کی وجہ سے میری بات تسلیم کرنے سے قاصر اور میرا ڈھیٹ پن ان کی بات تسلیم کرنے سے روکے۔

اکرام کا حق ادا کردیا:

مولانا عبداللہ اسلم صاحب کے گھر پہنچے تو تقریبا 4 بجے کا وقت تھا جبکہ رات سے کچھ بھی کھانے کا موقعہ نہیں ملا تھا، لیکن چاچاجی (یہ لقب چاچاجی بندہ نے ہی مولانا عبداللہ اسلم صاحب کو دیا ہے، ورنہ عمر میں تو یہ بھی چار پانچ سال چھوٹے ہیں) کے مزاج کو دیکھتے ہوئے یہی سوچا تھا کہ چائے کے ساتھ کچھ بسکٹ کھا کر رات کو خدامی صاحب کی ضیافت پر ٹوٹ پڑینگے، لیکن مولانا عبداللہ چاچا نے آج حاتم طائی کی سخاوت کے تمام ریکارڈ توڑنے کی

ٹھائی تھی اور یکے بعد دیگرے مختلف قسم کے سالن، بریانی اور اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا گوشت پیش کرتے رہے یہاں تک کہ خدامی صاحب کو کہنا پڑا کہ چاچاجی رات کیلئے گنجائش بھی رہنے دیں۔

اور پھر رات کو خدامی صاحب نے خالص سرسوں کے تیل میں بنا ہوا لذیذ کھانا کھلا کر اس کہاوت کو سچ ثابت کیا جے لاہور نہ وکھیا آو جمیا ہی نہیں(پنجابی کی ڈکشنری سے معذرت کے ساتھ)

اپنی نالائقی پر شرمندگی:

کھانے کے بعد گپ شپ میں علمی باتیں شروع ہوئیں اور مولانا عبداللہ اسلم صاحب نے جب اپنی طالب علمی کے واقعات سنانے شروع کئے تو واقعی یہ احساس ہوا کہ ہم نے تو عمر ضائع کردی، اصل وارثین علم تو یہ لوگ ہیں۔ جس بندے کو درس نظامی کی ساری کتابیں زبانی یاد ہوں، جس شخص نے مختصر المعانی زبانی یاد کی ہو، سبع معلقہ کے اشعار آج بھی فرفر یاد ہوں تو واقعی یہ علماء کہلانے کے قابل ہیں. چاچاجی سبعہ معلقہ کا شعر پڑھتے اور خدامی صاحب اس کا دوسرا مصرعہ پڑھتے اور میں ہونقوں کی طرح دیکھتا رہ گیا اور دل میں سوچا کہ اگر طالب علمی کے دوران یہ یاد کرنا ہمارے لئے لازم ہوتا تو میں آج عالم نہیں کچھ اور کررہا ہوتا. ان دونوں علمائے کرام کو علمی گفتگو کرتے سن کر یہی احساس ہورہا تھا کہ شکر ہے ہم کراچی میں تھے ورنہ یہ لوگ تو ہمیں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ چھوڑتے.

ایک لطیفہ:

مدرسہ ابن عباس (گلستان جوہر) میں جب حفّاظ بچوں کا داخلہ درجہ کتب میں کرنا تھا تو امتحانی کمیٹی میں بندہ کو بھی شامل کیا گیا. ڈاکٹر امجد صاحب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ بچے نے بڑا اچھا سنایا بس ایک جگہ (شاید گھبراہٹ میں) غلطی ہوگئی، تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ اس کو جانے دو، جبکہ بندہ کی رائے یہ تھی کہ بچہ ہے گھبراہٹ میں غلطی ہوگئی، لیکن بہرحال اس کو رد کردیا گیا، تو میں نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ڈاکٹر صاحب! شکر ہے ہمارے داخلہ امتحان میں آپ ممتحن نہیں تھے ورنہ آج میں مفتی کے بجائے سڑک پر کھدائی کررہا ہوتا۔

نہلے پہ دہلا:

سلسلہ تنبیہات شروع کرنے کے بعد بندہ کو ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑا ہے، کسی نے البانی کا بچہ، کسی نے اکابر کا گستاخ، کسی نے جاہل اور کسی نے گوگل کا بچہ کہا. لیکن اس دوران کچھ ایسے لوگ بھی ملے جنھوں نے

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada PAK: +92-333-8129000 KSA: +966-550140778

صداقت سے ہماری بات کو سمجھنے کی کوشش کی اور ہمارے کام پر حقیقی اعتراضات پیش کئے، ان میں سے ایک نام مفتی حماد فضل صاحب کا ہے جنہوں نے فون پر ہم سے بات کی، بات کو سمجھا اور اپنا اعتراض پیش کیا، وقتا فوقتا رابطے کے ذریعے اپنا کام بھیجا اور ہمارے کام پر اپنی رائے بھی پیش کی.

مفتی صاحب مولانا عبداللہ اسلم صاحب کے قریب رہائش پذیر ہیں، جب وہ تشریف لائے تو ان کو دیکھ کر افسوس ہوا کہ ان کو زحمت کیوں دی، کیونکہ ایک ایکسیڈینٹ میں مفتی صاحب کی ٹانگ میں فریکچر آیا ہے جس کی وجہ سے ابھی تک بیساکی کی مدد سے چلتے ہیں.

مفتی صاحب کے آنے سے محفل کا رنگ مزید علمی ہوگیا، میں ان تینوں حضرات کو دیکھتا ہی رہ گیا اور ایک شدید غلط فہمی بھی ختم ہوگئی جو کسی زمانے میں پیدا ہوئی تھی کہ لاہور میں اب مضبوط علماء نہیں رہے، لیکن ان حضرات سے مل کر دل سے ان کے اساتذہ کیلئے دعائیں نکلیں اور یہ بھی کہ لاہور انشاءاللہ مستقبل میں بھی علوم کا مرکز ہی رہے گا. (ان شاءاللہ).

خلاصہ کلام

علمائے کرام کی صحبت اور ان کی محافل میں بیٹھنے سے انسان کو جہاں بہت سارا علمی فائدہ ہوتا ہے وہیں یہ احساس بھی شدت سے اجاگر ہوتا ہے کہ ہم نے اپنی قیمتی زندگی کہاں گذار دی اور آئندہ بقیہ زندگی کو کیسے قیمتی بنا سکتے ہیں، لیکن چونکہ بندہ کا تعلق اکابر علمائے کرام سے کم ہے تو اپنے ہم عمر علماء سے ہی استفادے کی غرض سے حاضر ہوجاتا ہوں.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۷ اپریل ۲۰۱۹ کراچی

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 8

جدہ ایئرپورٹ پر ایک یادگار ملاقات

گذشتہ روز بھائی سعید انور صاحب (سابق ٹیسٹ کرکٹر) ہمارے ہاں حجاج کرام میں بیان کرنے آئے تو دوران بیان انہوں نے حج میں پیش آنے والی مشکلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہاں نہ بس چلتی ہے نہ بس چلتا ہے، اس پر کہنے لگے کہ مفتی تقی عثمانی صاحب جیسی شخصیت بھی حج کے موقعے پر 52 گھنٹے ایئرپورٹ پر پھنسے رہے اور کوئی کچھ نہیں کرسکا.

2015 کا حج:

سعید بھائی کے اس بیان سے آنکھوں کے سامنے 2015 کا وہ حج گھومنے لگا. بہت ہی عجیب سال تھا کہ پہلے حرم شریف میں تیز ہواؤں اور بارش کے باعث کرین گری جس سے تقریبا 100 حاجی شہید اور کئی زخمی ہوئے اور پھر منی میں بہت عرصے بعد جمرات پر بھگدڑ مچی جس سے سینکڑوں حجاج کرام شہید ہوئے۔

بارش اور طوفانی ہوائیں ایسی چلتی تھیں کہ مطاف میں بیٹھے بیٹھے سر سے پیر تک مٹی سے بھر جاتے تھے۔ ہمارے دو انتہائی قریبی دوست کرنل انیس صاحب اور بھائی مسعود چاولہ صاحب جو حرم میں عصر تا عشاء ساتھ رہتے تھے کئی بار بارش میں نماز ادا کی کہ نماز سے پہلے کچھ نہیں اور نماز شروع ہوتے ہی ایسی بارش کہ سر تا پیر پوری طرح سے بھیگ جائیں.

مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے اس قدر اولے پڑے کہ بس کے اندر حجاج کرام سہم گئے کہ کہیں بس کا شیشہ نا ٹوٹ جائے کہ اولوں کا حجم بھی کافی بڑا اور اس قدر رفتار سے برسے کہ تھوڑی دیر میں پوری سڑک سفید ہوگئی۔ بھائی عرفان دانش نے اس کی ویڈیو بنائی تھی جو بعد میں ہمیں دکھائی تو یقین نہیں آرہا تھا کہ اولے لگنے کی آوازیں اس قدر خوفناک تھیں۔

اسی سال سعودی کیلینڈر کے برعکس چاند ایک دن تاخیر سے نظر آیا جسکی وجہ سے عید بھی مؤخر ہوئی اور جن لوگوں کی فلائٹ عید کے چوتھے دن تھی وہ فلائٹ عید کے تیسرے دن ہوگئی.

عید کا تیسرا دن اور ایئرپورٹ روانگی:

چونکہ رات 1:40 کی فلائٹ تھی اور معلم نے 12 گھنٹے پہلے نکلنے کی ہدایات کی تھی اسلئے یہ طے ہوا کہ زوال ہوتے ہی خیمے میں نماز ادا کی جائے گی، پھر رمی کرتے ہوئے ہوٹل پہنچینگے اور وہاں سے روانگی ہوگی۔رمی کرکے ہوٹل پہنچے تو پتہ چلا بسیں راستے میں ہیں، 6 بج گئے لیکن راستوں پر ٹریفک کی وجہ سے بسیں نہ پہنچ سکیں۔ رات 10 بجے بسیں آئیں اور جلدی جلدی حاجیوں کو سوار کرکے روانہ ہوئے تو راستے جام، اللہ اللہ کرتے 1:30 بجے ایئرپورٹ پہنچے تو پتہ چلا کہ فلائٹ کینسل کردی گئی ہے لہذا اب آپ کو ہوٹل جانا پڑے گا اور کل آپ کی فلائٹ ہوگی۔

فلائٹ فلائٹ کا کھیل:

2 بجے کے بجائے شام 6 بجے کی فلائٹ کا کہا گیا اور جب سامان لے کر پہنچے تو پتہ چلا کہ یہ فلائٹ بھی میسر نہیں، لہذا واپس جدہ ہوٹل جایا جائے اور کل کسی فلائٹ میں آپ کو ایڈجسٹ کرینگے۔ ہوٹل پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت اقدس شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب بھی اسی فلائٹ میں تھے اور وہ بھی اسی ہوٹل میں موجود ہیں۔

جدہ ایئرپورٹ لاؤنج میں ملاقات:

مدرسہ عائشہ صدیقہ گلستان جوہر میں دوران تدریس میری تشکیل تمرین افتاء کیلئے دارالعلوم کراچی میں کی گئی تھی اور امتحان حضرت استاد مفتی تقی عثمانی صاحب ہی نے لیا تھا اور بندہ چار سال تک وہاں رفیق دارالافتاء رہا، اس دوران تو حضرت پہچانتے بھی تھے اور شفقت بھی فرماتے تھے لیکن پھر مرور زمان کے بعد وہ شناسائی میری کوتاہیوں کی بنیاد پر نہ رہی۔

لیکن جدہ ائیرپورٹ پر ایک شاگرد کا اپنے استاد سے ملنا اور استفادے کا موقعہ میسر آنا ایک بہت بڑی غنیمت کا موقعہ تھا، لہذا اس موقعے سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت سے کئی ایسے مسائل جو حج کے موقعے پر درپیش آتے ہیں ان پر سیر حاصل گفتگو رہی، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱. سعودی عرب میں گوشت کا مسئلہ:

سعودی عرب آنے والے حجاج کرام عموما اس سوال کو بہت زیادہ دہراتے تھے اور اس بارے میں شکوک و شبہات ہوتے تھے کہ یہاں موجود باہر ممالک سے آنے والا گوشت حلال نہیں اور مفتی تقی عثمانی صاحب نے خود برازیل جاکر ان مذبح خانوں کو دیکھا اور وہ اس گوشت کو حرام کہتے ہیں جو باہر سے آتا ہے...

بندہ نے سب سے پہلے یہی سوال استاد محترم کے سامنے پیش کیا تو حضرت نے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ کہ میں نے وہ نظام نہیں دیکھا اور نہ ہی اس گوشت کی حرمت کا کبھی فتوی دیا ہے، البتہ کوئی شخص ذاتی طور پر احتیاط کرنا چاہے تو وہ احتیاط کرلے، لیکن حرمت کا عمومی فتوی دینا درست نہیں.

(اسکی مکمل تفصیلات تنبیہات سلسلہ نمبر 29 میں موجود ہیں)

۲. اعمال ثلاثہ میں ترتیب:

مسلک امام ابوحنیفہ میں یوم النحر کے دن کئے جانے والے تین اعمال یعنی رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب ضروری ہے جبکہ جمہور علمائے کرام اور صاحبین اس ترتیب کے عدم وجوب کے قائل ہیں.

کچھ سال قبل دارالعلوم کراچی نے حج کے مخصوص حالات کو دیکھتے ہوئے ترتیب کے عدم وجوب کا فتوی دیا تھا جو کہ پھر واپس لے لیا گیا۔ اسی کے متعلق حضرت سے عرض کیا تو حضرت اقدس نے فرمایا کہ بھئی اصل تو ترتیب ہی ہے، لیکن اگر کوئی شخص بامر مجبوری کسی وجہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکے جیسا کہ بعض اوقات سرکاری حجاج کرام گورنمنٹ کی پابندی وغیرہ سے ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو ان پر دم لازم نہیں آنا چاہیئے.

۳. منی مکہ میں شامل ہے یا نہیں؟

یہ بھی ایک معرکۃ الآراء مسئلہ ہے کہ کیا منی مکہ کا حصہ ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق علمائے کرام کی مختلف رائے ہے لیکن دارالعلوم کراچی کی رائے منی کے مکہ میں شامل ہونے کی ہے اور وہ حضرات اسی کا فتوی دیتے ہیں... حضرت اقدس نے اس پر تفصیلی گفتگو فرمائی.

شیخ الاسلام کے بچپن کا حج:

دوران گفتگو حضرت نے اپنے والد محترم مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب کے ساتھ اپنے پہلے حج کا واقعہ بھی سنایا کہ عرب کیسی کسمپرسی کی حالت میں تھے اور حج کی مشقتیں کس قدر ہوا کرتی تھیں.

بندہ نے اپنی کم عقلی کا ثبوت دیتے ہوئے پوچھ لیا کہ حضرت آپ کی عمر کتنی تھی؟ تو فرمایا: بھائی عمر نہیں پوچھا کرتے.

اولئك آبائی فجئنا بمثلهم

اتنی عظیم المرتبت شخصیت کہ ہر ایک عالم ان کی علمیت کا معترف، ساری دنیا میں ان کے شاگرد پھیلے ہوئے، لیکن ایئرپورٹ پر شاید ہی کسی کو احساس دلایا گیا ہو کہ یہ اتنی بڑی شخصیت ہیں، بس مفتی افنان جامعۃ الرشید والے خدمت کررہے تھے اور حضرت شیخ الاسلام امت کے علماء اور مقتدا لوگوں کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ علم کی پہچان طمطراق لباس یا سواریوں یا ہٹو بچو کی آوازوں میں نہیں. علماء کی شان سادگی ہے اور اسی سادگی کو اپنا شعار بنا کر دین اور امت کی خدمت کی جاسکتی ہے.

نوٹ: چونکہ چار سال بعد یہ باتیں محض یاد سے لکھی جارہی ہیں لہذا کسی بھی کمی کوتاہی کا ذمہ دار صرف اور صرف بندہ ہی ہوگا.

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۷ اگست ۲۰۱۹ مکہ مکرمہ

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 9

پھر قسمت چمک اٹھی

بیٹھک نمبر 8 میں 2015 کی کارگذاری لکھی گئی تھی جس میں شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب سے جدہ ایئرپورٹ پر ایک یادگار ملاقات کی تفصیل تھی. اس تحریر کے اگلے دن 7 اگست 2019 کو بھائی اعجاز صاحب کا فون آیا کہ حضرت عزیزیہ تشریف لا چکے ہیں، اگر ملاقات کی چاہت ہے تو تشریف لائیں.. "اندھا کیا مانگے دو آنکھیں" کے مصداق بندہ ۸ اگست کی رات عشاء کی نماز ادا کرکے الخیر حج گروپ کی بلڈنگ پہنچا.

ایک عجب ہی بہار:

الخیر کی بلڈنگ میں ماشاءاللہ علمائے کرام کی بہار اُمڈ آئی تھی، مفتی سعید صاحب امام عالمگیر مسجد بھی حضرت سے ملاقات کیلئے موجود تھے، انکے علاوہ

مفتی زبیر حق نواز صاحب (دارالافتاء، دارالعلوم کراچی میں ہمارے رفیق)

مولانا عمران عیسی صاحب استاد جامعہ بنوری ٹاؤن (ہمارے ہم سبق)

مولانا آصف صاحب استاد جامعہ امام ابوحنیفہ

مفتی یحیی عاصم صاحب

مفتی طلحہ عبدالمنان صاحب (رفیق گلہائے رنگ رنگ)

مفتی احمد افنان صاحب جامعہ الرشید.

ان حضرات سے ملاقات ہوئی، اگرچہ تفصیلی بات چیت کا زیادہ موقعہ (عدم تعلق کی وجہ سے) میسر نہ آسکا.

حضرت شیخ الاسلام کے ساتھ طویل نشست:

تقریبا 10:20 پر حضرت نیچے تشریف لائے، حالت احرام میں تھے یہ پوچھنے کی جرأت نہ کرسکا کہ احرام کونسا ہے؟ غالبا حج افراد کا ہی ہوگا.

کھانے کے وقت حضرت نے لبن طلب فرمایا اور یہ سعادت بندہ کو حاصل ہوئی کہ لبن کی بوتل کھول کر حضرت کی خدمت میں پیش کی، کھانا پیش کیا گیا تو ایک ساتھی نے عرض کیا کہ باورچی کراچی سے آیا ہے..

متخصص فی الفقہ والعلوم الاسلامیہ جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ بنوری ٹاؤن Mufti Abdulbaqi Akhwanzada PAK: +92-333-8129000 KSA: +966-550440798 www.tambeehat.com

اس پر بندہ نے کچھ تفصیل عرض کی کہ 2012 سے پہلے ہوٹلز میں کھانا پکانے کی اجازت تھی، اب کسی بھی شخص کو مخصوص مطاعم کے علاوہ پکانے کی اجازت نہیں.

حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالی ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ حجاج کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی.

اس سادگی پہ کوئی کیوں نہ مر جائے خدا

افق علم و عمل کا وہ ستارہ جس کی تابناکی نے آنکھوں کو خیرہ کیا ہوا ہے وہ عظیم ہستی مفتی احمد افنان سے سادگی سے پوچھ رہے ہیں کہ بھائی مزدلفہ کیلئے کیا تیاری کرنی ہے؟ میں تو سامان لے کر آیا ہوں۔اس پر مفتی احمد افنان صاحب اور حافظ شاہد صاحب نے عرض کیا کہ حضرت آپ زحمت نہ فرمائیں، خدام نے سب ترتیب بنالی ہے ان شاءاللہ.

بندہ نے عرض کیا: حضرت! اب تو عرفات سے مزدلفہ کا سفر بھی بہت عافیت والا ہوچکا ہے کہ اب چند ہی گھنٹوں میں عرفات سے مزدلفہ سہولت سے بسیں پہنچ بھی جاتی ہیں اور معلم خاص گروپوں کو مزدلفہ کیلئے کھانا اور بستر بھی دیتے ہیں.

حضرت نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حج کے موقعے پر تو عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ فجر کا وقت داخل ہونے والا تھا، مغرب اور عشاء بھی نہیں پڑھی تھی اور پانی بھی بلکل نہیں تھا، صرف ایک بوتل پانی تھا اور کسی طرح وضو کرکے نمازیں ادا کیں.

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

یادوں کے دریچے سے:

بندہ نے عرض کیا کہ استاد جی! آپ نے پہلا حج 1955 میں کیا تھا؟ فرمایا: نہیں، 1951 میں جبکہ عمر 9 سال تھی.

۱. بحری جہاز کا سفر:

وہ سفر بحری جہاز سے کیا گیا تھا اور حضرت نے کل دو حج بحری جہاز سے کئے اور فرمایا کہ بحری جہاز کے سفر کی تو بات ہی الگ تھی، ہر روز ایک الگ جذبہ ہوتا اور پہنچنے کی چاہ بڑھتی رہتی اور عرشے پر لبیک کی صدائیں بلند ہوتی رہتی تھیں، سیکھنا سکھانا چلتا رہتا تھا.

۲. مکہ سے مدینے کا سفر:

فرمایا کہ مکہ سے مدینے کی سڑک اتنی خراب تھی کہ بس میں بیٹھے بیٹھے سر چھت سے ٹکرا جاتا تھا، اس لئے یہ مشورہ ہوا کہ فلائٹ کے ذریعے مدینہ جایا جائے۔ جدہ ایئرپورٹ پہنچے جو کہ صرف دو کمروں پر مشتمل تھا اور مسافروں کیلئے لاؤنج کے طور پر ایک میدان میں کنکریاں پھیلا کر بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا. ساری رات انتظار کرنے کے بعد عین فجر کے وقت چلنے کا اعلان ہوا تو مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ ساری رات ہم نے انتظار کیا تو اب نماز کے وقت آپ ہمارا انتظار کریں.

لطیفہ:

فرمایا کہ کسی خاتون کا مسماۃ فلان تھا اب وہ عربی مسماۃ مسماۃ کی آواز لگارہا تھا لیکن کوئی جواب نہیں آتا، بالاخر اس کو سمجھایا گیا کہ مسماۃ کوئی نام نہیں، تب جا کر گنتی مکمل ہوئی.

مدینہ پہنچے تو مدینہ کا رن وے کچا تھا اور جہاز جیسے ہی اترا تو پھر اچھلا پھر اترا پھر اچھلا، حضرت نے فرمایا کہ میرا ہوائی جہاز کا پہلا سفر تھا تو میں یہ سمجھا کہ جہاز ایسے ہی اترتا ہے.

۳. جدہ کا دارالحجاج:

فرمایا کہ جدہ میں حاجیوں کی رہائش کیلئے ایک سرائے نما عمارت تھی لیکن اس کی حالت ایسی تھی کہ پاؤں زمین میں دھنس جائے، اس کے قریب ایک ہوٹل تھا جس سے روٹی لیتے تھے تو زندہ چیچڑے اس میں چل رہے ہوتے.

۴. صفا مروہ کی حالت:

فرمایا کہ صفا مروہ کی سعی بازار کے درمیان ہوا کرتی تھی کہ حج کی سعی ہورہی ہوتی اور لوگ باقاعدہ سودا سلف میں مشغول ہوتے اور سواریاں چل رہی ہوتی تھیں.

۵. مسعی کو مسجد کا حصہ بنانا:

بندہ نے عرض کیا کہ کچھ اس طرح کی آوازیں آرہی ہیں کہ شاید مسعی (سعی کی جگہ) کو مسجد کا حصہ بنایا جارہا ہے یا بنایا گیا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں، میری باقاعدہ یہاں کے معتبر لوگوں سے بات ہوئی ہے اور ایسی کوئی بات نہیں اور مسعی مسجد کا حصہ نہیں.

۶. مسجد میں چار مصلے:

فرمایا کہ مسجد کے چاروں مصلے اس وقت موجود تو تھے لیکن ان میں نمازیں موقوف ہوچکی تھیں اور سب سے بڑا مصلی حنفی مصلی تھا اور باقاعدہ اس پر عمارت بنی ہوئی تھی اور یہ مصلی حطیم کی جانب تھا. جبکہ زمزم کے کنویں پر ایک بڑی عمارت تھی جہاں حاجی خود ڈول کے ذریعے پانی کھینچا کرتے تھے اور ہم نے بھی اپنے ہاتھ سے پانی کھینچا.

چند مسائل سے متعلق گفتگو:

ا. امام کا بعض اوقات پیچھے کھڑا ہونا اور مقتدیوں کا اسی رخ پر آگے کھڑا ہونا:

رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان رش کی وجہ سے بعض اوقات امام کا خانہ کعبہ کے قریب پہنچنا دشوار ہوتا ہے تو امام پیچھے سے امامت کرواتے ہیں. گذشتہ سالوں میں باقاعدہ اس جانب مقتدیوں کو کھڑے ہونے سے منع کیا جاتا تھا، لیکن اب ایک دو سال سے مقتدی امام کے آگے کھڑے ہورہے ہیں. استاد محترم نے اس عمل پر تشویش کا اظہار فرمایا کہ اگرچہ کسی مسلک میں اس کی گنجائش موجود ہے لیکن اس قدر تساہل کا معاملہ ہرگز مناسب نہیں.

۲. حرم کے قریب ہوٹل اور فٹ پاتھ میں عدم اتصال کے مسائل:

فرمایا کہ صحن حرم تو مسجد کے حکم میں ہے، البتہ اس کے بعد جہاں تک ممکن ہوسکے اتصال صفوف کی کوشش کی جائے لیکن اگر حکومتی انتظام کی وجہ سے صفوف میں خلل ہو تو حرج نہیں. بندہ نے عرض کیا کہ زمزم ٹاور کے نیچے گراونڈ فلور پر صفیں مکمل نیچے تک پہنچ جاتی ہیں تو کیا اس بلڈنگ کی چالیسویں منزل پر اپنے کمرے میں امام حرم کے ساتھ نماز ہوجائے گی؟ تو فرمایا کہ ہاں اقتداء تو درست ہوگی لیکن دل اس بات کو تسلیم نہیں کرتا.

اس پر ایک واقعہ سنایا کہ حاجی داود صاحب (سورتی خوشبو والوں کے دادا) کی عمارت باب فتح سے بلکل جڑی ہوئی تھی اور پہلی منزل پر ایک کھڑکی کھلی تھی جہاں سے میزاب رحمت نظر آتا تھا اور جماعت کی صفیں بھی عمارت تک پہنچتی تھیں تو مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نے فرمایا کہ یہاں سے اگر کوئی اقتداء کرے تو اس کی اقتداء درست ہوجائے گی لیکن خود کبھی وہاں نماز ادا نہیں کی.

۳. احرام کے جوتے:

جب استاد محترم کھانے سے فارغ ہو کر اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوئے تو بندہ نے حالتِ احرام میں جوتوں کے متعلق اختلاف کے بارے میں عرض کیا کہ بعض حضرات ایڑھی کے پچھلے حصے کے کھلا رکھنے کو لازم قرار دیتے ہیں تو فرمایا کہ بھائی میری رائے بھی یہی ہے۔

مفتی افنان نے عرض کیا کہ معلم الحجاج میں بھی کعب تک کے تمام حصے کو کھلا رکھنے کا لکھا گیا ہے۔ اس پر بندہ نے عرض کیا کہ علامہ شامی کی عبارت سے ایڑھی اور ٹخنے کے پچھلے طرف کے چھپانے کو خلاف اولی قرار دیا ہے۔

حضرت استاد صاحب نے فرمایا کہ بھائی یہاں جس قدر احتیاط کی جائے اس قدر بہتر ہے۔

(اسی گفتگو کے دوران حضرت استاد محترم نے مفتی افنان صاحب سے فرمایا کہ یہ ہماری چپل ٹھیک ہے جبکہ حضرت نے دو پٹی کی ہلکی چپل پہنی ہوئی تھی تو بندہ نے جھک کر حضرت کی پنڈلی کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھتے ہوئے عرض کیا کہ محل اختلاف یہ حصہ بن رہا ہے)۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

مفتی افنان پر رشک بھی بہت آیا اور غصہ بھی بہت۔ رشک اس بات پر کہ حضرت سے قربت کا تعلق اور پورے حج کے سفر میں نہ صرف خدمت کرنا بلکہ خدمت کا حق ادا کرنا اور حضرت کی چاہت اور پسند ناپسند کا خیال کرنا یقینا ایک بہت بڑی سعادت اور اس نوجوان کو قابل رشک بنانے کیلئے کافی ہے۔

غصہ اس بات پر آیا کہ حضرت سے جو چیز بچتی یہ صاحب اس کو اپنی سعادت سمجھ کر خود ہی برکت حاصل کرلیتے، جبکہ ہم جیسے کبھی کبار حاضر ہونے والوں کو اس میں سے بطور برکت بہت کم حصہ نصیب ہوتا، لیکن گذشتہ رات حضرت نے میٹھے کی پلیٹ سے تھوڑا سا کھانے کے بعد جو کچھ چھوڑا ہم نے بھی سنتِ افنانی پر عمل کرتے ہوئے سارا خود ہی کھالیا اور آس پاس کسی سے کچھ نہ پوچھا۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۱۰ اگست ۲۰۱۹ (بمقام: مزدلفہ)

بیٹھک نمبر 10

حج 2019 اور میرا مقدمہ

9 جولائی 2019 کو بندہ سعودی ایئرلائن سے جدہ اور پھر مکہ پہنچا اور اگلے دن صبح ہی عمرے سے فراغت حاصل کی.

سفر میں کیفیت:

میں سفر کا بہت شوقین لیکن بہت جلد اکتا جانے والا بندہ ہوں، کتنی ہی پیاری جگہ ہو اور کتنے ہی پیارے ساتھی ہوں لیکن ایک ہفتے کے بعد طبیعت میں بے چینی اور اکتاہٹ پیدا ہوجاتی ہے، اسلئے اب میرے اسفار کم سے کم ہونے لگے ہیں. گذشتہ سال 2018 میں گروپ لیڈر بھائی خلیل سے یہ بات طے کی تھی کہ اگلے سال میں مختصر وقت کیلئے حج پر جاؤنگا اور مجھے لمبے عرصے کا نہیں کہا جائے گا، لیکن "قدّر اللہُ وما شاء فعل" جو اللہ کو منظور... پس اللہ نے فضل فرمایا اور مبارک سرزمین پر چالیس یوم کی حاضری کے لئے مجھے شرفِ قبولیت سے نوازا.

کیفیات میں تبدیلی:

لیکن اس سال طبیعت میں بے چینی اور بے قراری بہت کم تھی اور مجھے بہت مزہ آنے لگا، ہر وقت کچھ کام کرنے کا جذبہ طبیعت پر سوار رہتا تھا، لہذا اس سفر میں دیگر تمام مشاغل کے باوجود محض ایک ماہ کے مختصر عرصے میں الحمدللہ بیس(۲۰) اہم موضوعات پر تنبیہات تیار ہوئیں. (بفضل اللہ تعالی وکرمہ).

طبیعت پر عجیب وجدان:

عموما میری طبیعت میں تشدد رہتا ہے اور حدیث اور سنت کے خلاف امور میں کسی قسم کی لچک کا ہر گز قائل نہیں اور اگر کسی شخص کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ شخص حدیث کے معاملے میں حد سے زیادہ تساہل (سستی) برت رہا ہے جیسے من گھڑت باتیں یا روایات عام کرتا ہے یا اپنے بیانات میں ایسی چیز بیان کررہا ہے جو ثابت نہیں اور یہ شخص آپ علیہ السلام کی طرف اسکی نسبت کررہا ہے تو اس پر بندہ کا ردعمل کافی سخت ہوا کرتا تھا، پھر اپنے جذبات اور زبان پر قابو رکھنا مشکل ہوجاتا اور یوں لگتا گویا کہ اگر میں نے یہ کام نہ کیا تو بہت برا ہوجائے گا.

نوٹ:

اس مضمون میں کمزور روایات سے مراد من گھڑت روایات ہیں یا ایسی روایات جن کا بیان کرنا درست نہیں.

کچھ واقعات:

١. مولانا یونس پالنپوری صاحب نے کچھ کمزور روایات بیان کیں تو بندہ نے ایک وائس میسج میں انتہائی نازیبا لہجے میں شدید رد کیا اور الفاظ بھی نامناسب استعمال کئے. (ہمارے پیارے دوست مولانا عمران داود نے ہمیں اس بات پر کافی باتیں سنائیں) اور ان کے صاحبزادے کو بھی میسج کیا کہ اپنے والد محترم سے کہیں کہ ایسی چیزیں بیان کریں جس کا دفاع ممکن ہو، اتنی کمزور بات بیان کرنا کہ ہم اس کی تاویل بھی نہ کرسکیں پالنپوری صاحب کو زیب نہیں دیتی.

٢. مولانا احمد بٹلہ صاحب نے ایک مرتبہ رائیونڈ منبر سے ایک روایت (کہ جس گھر میں رات دیر تک جاگنے کی عادت ہو اور صبح دیر سے اٹھنے کی عادت ہو...) والی من گھڑت روایت بیان کی تو بندہ مولانا حبیب صاحب استاد رائیونڈ کے پیچھے پڑا کہ آپ مولانا سے اس بات کو کہیں اور انہیں یہ من گھڑت روایت بیان کرنے سے منع فرمائیں.

٣. قاری احمد فلاحی (گجرات، انڈیا والوں) کے بعض بیانات (جو کہ من گھڑت روایات پر مبنی تھے) کے بارے میں بندہ کا تبصرہ انتہائی سخت رہا.

٤. حکیم طارق محمود عبقری پر بندہ کی تنقید شدید تر رہی ہے اور انتہائی سخت لہجے میں ان کو برا بھلا کہا، کیونکہ من گھڑت روایات کی کثرت سے طبیعت میں ان سے شدید بیزاری پیدا ہوئی تھی.

(کراچی میں پہلی ملاقات میں بندہ نے ان سے بار بار یہ درخواست کی تھی کہ آپ جانیں اور عملیات ووظائف جانیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے میں احتیاط کیجئے).

٥. پیر ثاقب رضا مصطفائی کے کچھ ایسے بیانات جن میں انہوں نے بےاصل اور من گھڑت واقعات بیان کئے، جن پر بندہ نے کہا تھا کہ یہ شخص کس قدر جری اور بہادر ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھتے ہوئے ذرا سا نہیں گھبراتا.

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

٦. پیر اجمل قادری کا حضرت بلال کے اسلام لانے کا واقعہ بیان کرنا کہ حدیث اور تاریخ کی کسی کتاب میں موجود نہیں لیکن وہ رو رو کر بیان کریں، جس پر بندہ نے کہا تھا کہ ان کو اللہ سے شرم نہیں آتی، یہ کس منہ سے اللہ کے نبی کے سامنے کھڑے ہونگے...وغیرہ وغیرہ

وظائف پر رد:

اسی طرح وظائف کے نام پر جو بازار گرم ہوا ہے کہ جس کو جو چیز سمجھ آئی اس کو وظیفے کا نام دے کر یا تجربے کا نام دے کر عام کرنا شروع کردیا، نہ سنت سے ثبوت نہ کہیں مستندپپ بزرگان دین سے ثبوت...

اور اگر کسی کتاب میں موجود بھی ہے تو اس کو اپنی طرف سے ایسا انوکھا غلاف پہنایا جائے کہ اس کی بلکل ہی کوئی الگ شکل بن جائے اور پھر اسے عام کیا جائے اور اس کے ایسے ایسے فضائل بیان کئے جائیں کہ گویا یہ وحی خداوندی ہے..

بندہ نے اس طرح کے وظیفوں کے رد میں مہم چلائی کہ بھائی جو وظیفہ سنت سے یا مستند علمائے کرام سے ثابت ہے اس پر عمل کرو باقی تمام وظائف کو پھینک دو کہ یہ فضولیات ہیں اور انسان کو اللہ رب العزت سے جوڑنے کے بجائے کسی اور رخ پر لے جاتے ہیں.

میری شہرت اور بدنامی:

جب بندہ نے عمومی طور پر بیانات میں بیان کئے جانے والے واقعات اور آپ علیہ السلام کی طرف منسوب فضائل کی سند پر کلام شروع کیا اور تنبیہات کے نام سے ایک سلسلہ شروع کیا جس میں عموما سوشل میڈیا پر عام ہونے والی روایات اور بیانات میں زمانہ رسول اللہ اور زمانہ صحابہ کے واقعات کی تحقیق پیش کی تو ہر طرف سے بندہ پر تنقید کی بوچھاڑ ہوئی، کسی نے کچھ کہا تو کسی نے کچھ...

اس پر مزید یہ کہ جب خود ساختہ وظائف پر کچھ عرض کیا تو بلکل ہی دیوبندیت سے اخراج اور اکابر بیزار جیسے القابات سے نوازا گیا.

اور ہر جگہ میری شہرت ایک ظاہر پرست، اکابر بیزار، فکر البانی سے متاثر شدہ، مطلقا وظائف کا دشمن، کرامات اولیاء کا منکر، لوگوں کو سابق بزرگان دین سے بیزار کرنے والے شخص کے طور پر ہونے لگی.

ہر محفل میں موضوع بحث بنا اور ہر شخص کو صفائی دینا گویا معمول بن گیا... اپنی معروضات کو ہر جگہ بار بار پیش کیا لیکن کوئی سننے کو تیار نہیں.

میری آواز توانا ہوگئی:

ایسا نہیں کہ اس دوران مجھے سننے والے نہیں ملے یا میری رائے سے اتفاق کرنے والے کوئی نہ تھے، بلکہ علماء اور عوام میں سے بہت سارے ایسے لوگ سامنے آئے جو سننے، ماننے، اتفاق کرنے کے ساتھ ساتھ میری آواز کو دور دور تک پہنچانے والے بھی بنے بلکہ انہوں نے اس فکر کو بھی تھاما.

احادیث اور اعمال کے بیان کرنے میں احتیاط:

۱. اللہ کے نبی کی طرف جب بھی کوئی شخص کسی بات کی نسبت کرے گا اس کو حوالہ دینا ہوگا، چاہے وہ شخصیت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو.

۲. صرف کسی بھی کتاب (خصوصا آخری زمانے کی اردو کتب) میں کسی روایت کا منقول ہونا اس کی صحت کی دلیل نہیں جب تک کہ اس کی سند کو پرکھا نہ جائے.

۳. وظیفے وہی معتبر ہیں جو یا تو اللہ کے نبی سے ثابت ہوں، یا مستند بزرگان دین سے منقول ہوں. ہر شخص کو اپنی طرف سے وظیفہ بنا کر اس کے ساتھ مختلف فضائل کو جوڑ کر عام کرنے کی ہرگز اجازت نہیں.

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ آتے گئے کاروان بنتا گیا

اس فکر کو بڑی شدت سے پھیلایا، مخالفین پر شدید تنقید کی، اپنی مجالس میں اس موضوع کو عام کیا، پھر ایک طبقہ ایسا بنا کہ اب وہ ہر بات کو حوالے کی روشنی میں دیکھتے ہیں، سنتے اور مانتے بھی ہیں.

اس سفر میں القاء خداوندی اور اس کے اسباب:

اس سفر میں دوران مطالعہ کچھ چیزوں کا سامنے آنا سبب بنا کہ طبیعت میں یہ بات پیدا ہوئی کہ جو بات کڑوے لہجے میں کی جارہی ہے اگر یہی بات میٹھے لہجے اور میٹھے انداز سے کی جائے تو زیادہ مؤثر ہوگی، اسی دوران کتابوں میں کچھ عبارات نظر سے گذریں جو یہاں نقل کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

۱. امام غزالی فرماتے ہیں کہ برے علماء کی نشانی یہ ہے کہ وہ حق کے ثبوت کیلئے ضرورت سے زیادہ مبالغہ کرتے ہیں اور اپنے مخالفین کو حقارت اور کمی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مقابلہ پر اتر آتے ہیں، اگر یہی لوگ لطف، رحمت اور نصیحت سے تنہائی میں اس بات کو سمجھائینگے تو بات زیادہ مؤثر ہوگی بنسبت کسی کو حقیر اور ذلیل کرنے کے.

قال الإمام الغزالي في إحياء علوم الدين: وأما آفات علماء السوء، فإنهم يبالغون في التعصب للحق، وينظرون إلى المخالفين بعين الازدراء والاستحقار، فينبعث منهم الدعوى بالمكافأة والمقابلة والمعاملة، ولو جاؤوا من جانب اللطف والرحمة والنصح في الخلوة لا في معرض التعصب والتحقير، لأنجحوا فيه.

۲. ایک مضمون میں پڑھا:

انسان کی واضح غلطیوں میں سے یہ ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ حق کیلئے غیرت صرف مجھ میں ہے، حق سے محبت صرف مجھ میں ہے، حق کا دفاع صرف میں کررہا ہوں، حق کی پرورش صرف میں کررہا ہوں، اور حق کیلئے اخلاص صرف مجھ میں ہے.

من الخطاء البين ان تظن أن الحق لا يغار عليه الا انت ،ولا يحبه الا انت، ولا يدافع عنه الا انت، ولا يتبناه الا انت، ولا يخلص له الا انت.

۳. اسی طرح ایک عربی عالم کے مضمون میں پڑھا:

حق کا اعتراف کرنا ایک فضیلت ہے اور بڑوں کے اخلاق عالیہ میں سے ہے، یہ انسان کی عقل کی مضبوطی اور درست رائے ہونے کی دلیل ہے، بڑے لوگ وہ ہیں جن کی زندگیوں میں کچھ منازل آتے ہیں جہاں وہ اپنی ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے رخ کو درست کرتے ہیں اور اپنی غلطیوں کا علاج کرتے ہیں، اس سے پہلے کہ وہ غلطیاں پختہ ہوں اور ناقابل علاج بن جائیں.

والاعتراف بالحق فضيلة ومن شيم الكبار ويدل على رجاحة العقل وصواب الرأي، والكبار هم من لديهم محطات في حياتهم يراجعون أنفسهم ويصححون فيها مسارهم ويعالجون الأخطاء التي يقعون فيها قبل أن تستفحل ويصعب علاجها.

☆ بندہ نے اپنے لہجے کی سختی اور الفاظ کی چبھن سے رجوع کا فیصلہ کیا ہے کہ دعوی اور مشن تو وہی جاری رہے گا لیکن اس مشن کو اب میٹھے لہجے اور {جادلھم بالتی ھی احسن} کے نہج پر لے کر چلنے کی پوری کوشش کرینگے... (ان شاءاللہ)

رُخ کی تبدیلی کی جانب پہلا قدم:

١. مدینہ منورہ میں حضرت اقدس مولانا یونس پالنپوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور تعارف کروائے بغیر حضرت سے اپنی تمام غلطیوں پر معافی مانگی اور عرض کیا کہ آپ پہچانیں یا نہ پہچانیں بس آپ اللہ کیلئے مجھے معاف کردیں. حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا: ہم نے معاف کیا.

٢. مکہ مکرمہ میں حج کے بعد مشفق برادر مولانا عزیز الرحمن بن مفتی احمد الرحمن صاحب اور مولانا اعجاز مصطفی صاحب کی موجودگی میں حکیم طارق محمود عبقری سے بھی (انکے لئے استعمال کئے گئے) اپنے سخت الفاظ اور لہجے پر معافی مانگی.

گذشتہ سال کی ملاقات کی روئیداد اگلی قسط میں

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

١٦ اگست ٢٠١٩ مکہ مکرمہ

بقیہ اگلی قسط میں

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

بیٹھک نمبر 11

حج 2019 اور چند یادگار مجالس

جیسا کہ گذشتہ قسط (یعنی بیٹھک نمبر 10) میں عرض کیا تھا کہ مولانا یونس پالنپوری صاحب سے بندہ نے معافی مانگی لیکن اپنا تعارف نہیں کروایا، دراصل پچھلے سال 2018 کے حج کے موقعے پر بندہ مدینہ منورہ میں مولانا یونس پالنپوری صاحب کی خدمت میں جب حاضر ہوا اور سلام کر کے اپنا تعارف کرایا کہ بندہ کا تعلق کراچی سے ہے اور کچھ روایات کے سلسلے میں آپ سے بات کرنی ہے، یہ انداز کچھ اس قدر نامناسب تھا کہ کوئی بھی ہوتا تو یقینا برا مان جاتا، اور وہی مولانا کو بھی برا لگا، فرمانے لگے کہ مجھے آپ کا پیغام مل چکا ہے اور میں آپ سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا..

یہ واقعہ پورے ایک سال تک مجھے پریشان کرتا رہا کہ یقینا کسی شخص کو نصیحت کرنا ایک اچھا عمل ہے اور بطور مسلمان ہر شخص کو دوسرے کی خیرخواہی کی فکر بھی کرنی چاہیئے، لیکن سامنے والے کو نصیحت کی شکل میں فضیحت پہنچانا (شرمندہ کرنا) بلکل مناسب نہیں..

بھائی سعید انور صاحب سے اس واقعے کا تذکرہ کیا تو کہنے لگے کہ بھائی مجھے کہتے تو میں تمہاری اچھی طرح ملاقات کرواتا، بہرحال اس سال جب خدمت میں حاضر ہو کر بلاتعارف اور بلاشروط معافی مانگی (اور انہوں نے فرمایا کہ ہم نے معاف کردیا) تب دل کو سکون ہوا.

مدینہ کی ایک مبارک دعوت:

مولانا حذیفہ ندیم پراچہ صاحب نے مدینہ میں فرمایا کہ ایک مختصر سی دعوت کا اہتمام کیا ہے جو درحقیقت باہم ملاقات کا بہانہ ہے، لہذا جمعرات کو مسجد نبوی میں عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد جب مولانا حذیفہ صاحب اپنی گاڑی میں لینے آئے تو یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ میرے محسن میرے رہبر بڑے بھائی جاوید ہزاروی صاحب بھی گاڑی میں اگلی سیٹ پر براجمان ہیں جن کو دیکھ کر دل خوشی سے سرشار ہوا.
(بھائی جاوید ہزاروی پر کوئی مستقل مضمون ان شاء اللہ مستقبل میں).

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798

گاڑی کچھ دیر بعد ایک ہوٹل کے سامنے رکی تو مشہور اور معروف، میرے پسندیدہ نعت خوان جناب انس یونس صاحب عود کی اعلی خوشبو میں نہائے ہوئے گاڑی میں تشریف لائے جن کی آمد سے پوری گاڑی معطر ہوگئی.

انس یونس صاحب سے ملاقات:

انس یونس صاحب بین الاقوامی شہرت یافتہ نعت خواں ہیں، 2014 میں ہم مدینہ منورہ میں ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے تھے لیکن مولانا کو وہ یاد نہیں، البتہ ہمیں خوب یاد ہے کہ مولانا یونس پالنپوری صاحب نے باقاعدہ ہمارے سامنے ان کو اپنی خلافت عطا کی تھی اور ہم اس کے گواہ بنے تھے.

لیکن اب مولانا سفیان بلند صاحب کی برکت سے ایک گروپ "گلہائے رنگ رنگ" میں تعارف پر پہچاننے لگے... فللہ الحمد.

مدینہ کی مشہور مندی:

جب تھوڑا آگے چلے تو معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ کی مشہور لحم مندی جو کہ دنبے کے گوشت میں بنائی جاتی ہے وہاں ہماری دعوت ہے اور اس مختصر اجتماع کے پانچویں شریک مولانا احمد الیاس صاحب بھی تشریف لا چکے تھے.

اس مجلس کے چند اہم نکات:

اس مجلس میں دنیا جہاں کی بہت ساری باتوں پر تبادلہ خیال رہا، مثلا: تبلیغ، سیاست، علماء، حج وغیرہ. مولانا انس یونس صاحب نے بتایا کہ پہلے پہل جب وہ مختلف مکاتب فکر کے ہاں نعت خوانی کرنے جاتے تھے تو مجمع اس قدر متوجہ نہیں ہوتا تھا، اب انہوں نے کچھ عرصے سے نعت خوانی کے بعد ذکر شروع کرایا ہے جس سے بہت سارے لوگوں کو جو اشکالات تھے وہ ختم ہونے لگے.

کہنے لگے ایک بار منی کے خیموں میں نعت خوانی کی اور اس کے بعد تھوڑی دیر ذکر کرایا تو ایک شخص آکر کہنے لگے: بھئی آپ عجیب گستاخ ہو کہ ذکر بھی کرتے ہو اور نعت خوانی بھی کرتے ہو یہ تو ہمیں بلکل غلط بتایا گیا.. کہنے لگے کہ کورنگی میں شرافی گوٹھ میں ذکری فرقے کے لوگ رہتے ہیں ہم نے اپنی مسجد میں ذکر کا

Mufti Abdulbaqi Akhwanzada
PAK: +92-333-8129000
KSA: +966-550440798
www.tambeehat.com

حلقہ شروع کیا تو وہاں سے لوگ شرکت کرنے لگے اور پھر ان کے محلے میں ہمارا پروگرام بھی ہونے لگا جس سے بہت سارے لوگ توبہ تائب ہوئے اور چار ماہ کیلئے اللہ کے راستے میں نکلے.

ذکر اللہ اور وظائف کے ذریعے اللہ رب العزت کے قریب کرنا:

اہل مجلس نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اس ظلمت بھرے دور میں لوگوں کو اللہ تبارک وتعالی کے قریب لانے کے اہم ذرائع میں سے وظائف اور کسی مستند شخص کی صحبت بہت لازم ہے..

بندہ نے اس پر عرض کیا کہ مشکل یہی ہے کہ ہر شخص خود کو مستند اور اپنے وظیفے کو مجرب کہتا ہے اور اس بنیاد پر ایسے ایسے وظیفے مارکیٹ میں عام ہیں کہ الامان والحفیظ...

بھائی جاوید ہزاروی صاحب نے سخت لہجے میں مجھ سے فرمایا کہ بھئی یہ تمہارا طریقہ تو میری سمجھ سے باہر ہے کہ ہمارے بڑے تو باقاعدہ لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور تم مطلقا وظائف کے منکر ہو..

بندہ نے عرض کیا کہ وظائف کا منکر نہیں، لیکن کسی بھی شخص کو از خود وظائف بنا کر اسے مجرب کہہ کر خود ہی اس کے فضائل بنا کر عوام میں عام کرنے کی روش کو درست نہیں سمجھتا، بلکہ ہر وظیفہ بتانے والے کو وظیفے کے ساتھ اب اس کا حوالہ بھی دینا پڑے گا، وگرنہ وظائف کا کیا حال ہوگا ذرا ملاحظہ کیجئے:

- **امت اخبار میں چھپنے والا ایک وظیفہ:**

ایک سفید کاغذ پر قارون لکھیں، ایک کاغذ پر فرعون لکھیں اور ایک کاغذ پر ابلیس لکھیں، پھر تین لیٹر پانی لے کر آگ پر رکھ دیں اور یہ تینوں کاغذ اس میں ڈالیں، پھر سورہ مزمل کی پندرھویں آیت ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر اس پانی پر دم کریں تو سب مشکلات ختم ہوجائینگی.

- **حکیم صوفی طارق احمد شاہ صدقات کی تاثیر میں لکھتے ہیں:**
  - بکرے کا صدقہ: جادو جنات کے اثرات زائل کرنے کیلئے موثر (ایک بندہ ایک بکرا).
  - مرغی کا صدقہ: آنے والی مصیبت سے حفاظت کا ذریعہ.
  - اونٹ کا صدقہ: بیماریوں اور جادو سے نجات.
  - خرگوش کا صدقہ: حاملہ عورتوں کیلئے آسانی کا باعث.

- کبوتر کا صدقہ: فوجیوں میں الفت اور اتفاق کا سبب

وغیرہ وغیرہ...اب اس کو وحی کہا جائے یا اٹکل پچو یا کچھ اور...

مسنون اور مستند وظائف:

اس بات پر تمام ساتھیوں کا اتفاق ہوا کہ اگر مطلقا وظائف کا انکار کیا گیا تو یہ میدان ایسے لوگوں کیلئے کھلا رہ جائے گا جو ایمان کے بھی ڈاکو ہیں اور مال و عزت کے بھی ڈاکو، اور اگر اس دروازے کو بلکل کھلا چھوڑ دیا گیا تو وہ لوگ جن کا مطمع نظر مال اور شہرت ہے وہ من گھڑت وظائف کا ایسا بازار گرم کردینگے کہ پھر صحیح کی پہچان ہی ختم ہوجائے گی.

لہذا علماء، مفتیانِ کرام، خطباء اور سوشل میڈیا پر کام کرنے والے احباب کو چاہیئے کہ مسنون اعمال اور مستند وظائف کو اس قدر عام کریں کہ ان غلط چیزوں کی روش کا دروازہ بند ہوجائے.

ختامہ مسک:

مجلس کے اختتام پر مولانا انس یونس نے گاڑی میں اپنی پرسوز آواز میں ایک تازہ بہترین کلام سنایا جسے احمد الیاس صاحب نے ریکارڈ کیا، مسجد نبوی کے احاطے میں پڑھی گئی اس نعت نے ایسا سماں بنایا کہ بےخود ہو کر ہم بھی ساتھ پڑھنے لگے، ہماری آواز کا انس یونس کی آواز کے ساتھ مل جانا گویا ریشم میں ٹاٹ کا پیوند ثابت ہورہا تھا، لیکن انس یونس ہماری عمر کا لحاظ کرتے ہوئے خاموش رہے...(ورنہ یقینا ان کا تو دل کررہا ہوگا کہ مجھے خاموش ہی کروا دیں) کیونکہ ان کی اچھی خاصی آواز بےسری ہورہی تھی... (بقیہ آئندہ)

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

۲۰ اگست ۲۰۱۹

حج سے واپسی پر دورانِ سفر..

(الخطوط الجویۃ السعودیۃ من جدہ الی کراتشی)

www.tambeehat.com
KSA: +966-550440798